بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 45

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

04 جمادی الاوّل 1446 ہجری قمری • 07 نبوت 1403 ہجری شمسی • 07 نومبر 2024ء

## ارشاد باری تعالیٰ

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○

﴿سورہ النحل: آیت ۱۹﴾

ترجمہ: اور اگر تم اللہ کی نعمت کو شمار کرنا چاہو تو اسے احاطہ میں نہ لا سکو گے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 1 نومبر 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

# کامیاب وہی لوگ ہونگے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں، قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے

## ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

اسلام جو یہ ایمانی قوت لے کر آیا تھا، بہت ضعیف ہو گیا ہے اور عام طور پر مسلمانوں نے محسوس کرلیا ہے کہ وہ کمزور ہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ آئے دن جلسے اور مجلسیں ہوتی رہتی ہیں اور نت نئی انجمنیں بنتی جاتی ہیں، جن کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اسلام کی حمایت اور امداد کے لئے کام کرتی ہیں۔ مجھے افسوس ہوتا ہے کہ وہ ان مجلسوں میں قوم قوم تو پکارتے ہیں، قومی ترقی، قومی ترقی کے گیت گاتے ہیں لیکن کوئی مجھ کو یہ بتائے کہ کیا پہلے زمانہ میں جب قوم بنی تھی، وہ یورپ کے اتباع سے بنی تھی؟ کیا مغربی قوموں کے نقش قدم پر چل کر انہوں نے ساری ترقیاں کی تھیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ہاں اسی طرح ترقی کی تھی تو بے شک گناہ ہوگا، اگر ہم اہل یورپ کے نقش قدم پر نہ چلیں۔

لیکن اگر ثابت نہ ہو اور ہرگز ثابت نہ ہوگا، پھر کس قدر ظلم ہے کہ اسلام کے اصولوں کو چھوڑ کر، قرآن کو چھوڑ کر جس نے ایک وحشی دنیا کو انسان اور انسان سے باخدا انسان بنایا ایک دنیا پرست قوم کی پیروی کی جائے۔ جو لوگ اسلام کی بہتری اور زندگی مغربی دنیا کو قبلہ بنا کر چاہتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو قرآن کریم کے ماتحت چلتے ہیں۔

قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا، تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے ہیں۔ ابتدا میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر انہوں نے وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصہ میں نہ آیا تھا۔ وہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور ان کی ہی اطاعت اور پیروی میں دن رات کوشاں تھے۔ ان لوگوں کی پیروی کسی رسم ورواج تک میں بھی نہ کرتے تھے، جن کو کفار کہتے تھے۔ جب تک اسلام اس حالت میں رہا وہ زمانہ اقبال اور عروج کا رہا۔ اس میں سر یہ تھا۔ ع خدا داری چہ غم داری

مسلمانوں کی فتوحات اور کامیابیوں کی کلید بھی ایمان تھا۔ صلاح الدین کے مقابلہ پر کس قدر ہجوم ہوا تھا لیکن آخر اس پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اس کی نیت اسلام کی خدمت تھی۔ غرض ایک مدت تک ایسا ہی رہا۔ جب بادشاہوں نے فسق وفجور اختیار کیا پھر اللہ تعالیٰ کا غضب ٹوٹ پڑا اور رفتہ رفتہ ایسا زوال آیا جس کو اب تم دیکھ رہے ہو۔ اب اس مرض کی جو تشخیص کی جاتی ہے، ہم اس کے مخالف ہیں۔ ہمارے نزدیک اس تشخیص پر جو علاج کیا جائے گا، وہ زیادہ خطرناک اور مضر ثابت ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا، ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا۔ یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 44، ایڈیشن 2018، قادیان)

# اسلامی شریعت نے جس قدر احکام دیئے ہیں بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے دیئے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ اُن میں سے کسی چیز کا محتاج نہیں

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 65 کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

فرماتا ہے زمین اور آسمان میں جو کچھ ہے وہ خدا کا ہی ہے اور اس کو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ پس ہر قربانی جو وہ تم سے چاہتا ہے صرف تمہارے فائدے کیلئے چاہتا ہے اپنے فائدے کیلئے نہیں۔ چنانچہ اسلامی تعلیم پر غور کر کے دیکھ لو اُس نے جس قدر احکام دیئے ہیں محض بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے دیئے ہیں اس لئے نہیں دیئے کہ اُن سے اُس کی خدائی میں کوئی اضافہ ہوتا ہے۔ اگر اُس نے نمازوں کا حکم دیا ہے یا روزوں کا حکم دیا ہے یا زکوٰۃ اور صدقہ وخیرات کا حکم دیا ہے یا حج کا حکم دیا ہے تو یہ تمام احکام ایسے ہیں جن کا بالذات فائدہ خود انسان کو ہی پہنچتا ہے، خدا تعالیٰ کو نہیں۔ مثلاً نماز کو ہی لے لو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ (عنکبوت ع ۵) نماز انسان کو بدیوں اور برائیوں سے روکتی ہے۔ پس جو شخص صحیح معنوں میں نماز پڑھتا ہے اُسے دوسرے روحانی فوائد کے علاوہ ذاتی طور پر یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ وہ برائیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نماز سے یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ قومی شیرازہ کو متحد رکھنے کا خیال ہر وقت انسان کے ذہن میں جاگزیں رہتا ہے اور اسے یہ احساس رہتا ہے کہ ہمارا ہر وقت ایک واجب الاطاعت امام ہونا چاہئے جسکی متابعت میں خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کیا جا سکے۔ پھر مسجد میں پانچوں وقت نماز کے لئے جانا ایسی چیز ہے جو بنی نوع انسان کو ذاتی فائدہ پہنچانے والی چیز ہے کیونکہ اُس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوتی رہتی ہے اور مسلمان تنظیمی رنگ میں اس سے بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اسی طرح روزہ ایک اہم اسلامی عبادت ہے مگر اس کا فائدہ بھی خود انسان کو پہنچتا ہے خدا تعالیٰ کو نہیں۔ روزہ کے ذریعہ افراد کے اندر مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور یہ ایسی چیز ہے جو مختلف اوقات میں اس کے بے حد کام آتی ہے۔ اسی طرح روزہ کے ذریعہ غرباء کی حالت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور اُن کو ابھارنے اور ترقی دینے کا جذبہ ترقی کرتا ہے۔ جس سے بحیثیت مجموعی تمام قوم فائدہ اٹھاتی ہے اور ترقی کی منزلیں جلد جلد طے کرنے لگتی ہے۔ یہی حال زکوٰۃ کا ہے وہ بھی قومی ترقی کا ایک زبردست ذریعہ ہے کیونکہ حکومت امراء سے اُن کے اموال کا ایک حصہ لے کر غرباء پر خرچ کرتی ہے اور اس طرح فقراء، مساکین، مؤلفۃ القلوب اور مصائب وآفات میں مبتلا انسان اس روپیہ سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی طاقت حاصل کر لیتے ہیں اور قوم اور ملک میں ضعف پیدا نہیں ہوتا۔

اسی طرح حج بھی ارکان اسلام میں شامل ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کا فائدہ بھی خود مسلمانوں کو ہی پہنچتا ہے کیونکہ اس سے ایک تو خدا تعالیٰ کی خاطر اپنا وطن چھوڑنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور پھر مکّہ مکرمہ میں جب دنیا کے تمام اطراف سے مسلمان جمع ہوتے ہیں تو عالمی اخوت کا احساس ترقی کرتا ہے اور باہمی اتحاد کی بنیادیں مضبوط ہوتی ہیں۔

غرض اسلامی شریعت نے جس قدر احکام دیئے ہیں خود بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے دیئے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ اُن میں سے کسی چیز کا محتاج نہیں۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 81، مطبوعہ قادیان 2010)

## ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کچھ جائیداد خریدی۔ خریدنے والے کو اس زمین سے سونے سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا۔ اس پر خریدنے والے نے بیچنے والے کے پاس جا کر کہا تم نے جو زمین میرے پاس بیچی ہے اس میں سے یہ سونا ملا ہے اس سونے پر تمہارا حق ہے۔ کیونکہ میں نے تو صرف زمین خریدی ہے یہ سونا نہیں خریدا۔ اس لئے یہ تمہیں واپس کرنے آیا ہوں۔ جس نے جائیداد بیچی تھی اس نے جواب دیا میں نے تو تمہارے پاس زمین اور جو کچھ اس میں ہے تمام حقوق کے ساتھ بیچ دی ہے اس لئے یہ سونا واپس نہیں لوں گا۔ آخر یہ تنازعہ وہ دونوں ایک بزرگ کے پاس لے گئے۔ اس نے حالات سن کر پوچھا کیا تمہارا کوئی بچّہ ہے ان میں سے ایک نے کہا میرا لڑکا ہے دوسرے نے کہا میری لڑکی ہے۔ اس پر ثالث نے تجویز کیا کہ تم ان دونوں کی آپس میں شادی کر دو اور شادی کا خرچ اس سونے سے پورا کرو۔ چنانچہ اس فیصلہ پر وہ راضی ہو گئے اور شادی کے ذریعہ اخلاق کے یہ انمول نمونے روحانی قرب کے ساتھ ساتھ دنیاوی رشتہ میں بھی ایک دوسرے کے قریب ہو گئے۔ (بخاری کتاب الانبیاء، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 999)

## اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 11 اکتوبر 2024 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 18 اکتوبر 2024 (مکمل متن)
پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
مجلس انصار اللہ ناروے کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
نماز جنازہ حاضر وغائب، وصایا، اعلانات
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال وجواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

**اگر آپ کے پاس قیادت نہیں ہے تو آپ ایک ریوڑ کی طرح ہیں جس کی دیکھ بھال کے لیے کوئی مقرر نہ ہو**
**پس خلافت احمدیہ کے تحت ہمارے نظام میں یک جہتی ہے**
**اور ایک وجود آپ کی راہنمائی کرتا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور راہنمائی نازل ہوتی ہے**

**خلافت کی ہی ہدایت سے جماعت ترقی کرے گی اور پھولے پھلے گی اور یہی ہم آج دیکھ رہے ہیں**
**یہ وہ نظام ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد کر رہا ہے**

**آپ کو چاہئے کہ آپ اسلام کے بارے میں زیادہ علم حاصل کریں اور قرآن کریم کی تلاوت، اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر سیکھیں، اسی طرح معتبر احادیث بھی اس کے ساتھ یہ بھی یقیناً بہت ضروری ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کو پڑھیں**

**لوگ خدا تعالیٰ کو ہی بھول رہے ہیں۔ اس لیے دہریت کے خلاف بھی تمہیں جہاد کرنا پڑے گا**

**دعا اور شفاعت دو مختلف چیزیں ہیں۔ ہر شخص دعا کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو شفاعت کرنے کی طاقت نہیں بخشی**

**بہتر یہی ہے کہ بجائے اس کے گھر میں مسائل پیدا ہوں نندوں بھابھیوں کی لڑائی ہو یا ساس بہو کی لڑائی ہو کہا کریں کہ بیٹے تم اپنے گھر جاؤ اور اپنا علیحدہ گھر لو**

**جماعت کا فرض ہے کہ افراد جماعت کو نمازوں کی طرف ترغیب دلائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بار بار نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے**

## سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ مجلس انصار اللہ ناروے کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ ۲۹/جنوری ۲۰۲۳ء کو مجلس انصار اللہ ناروے کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ مسجد بیت النصر اوسلو ناروے سے انصار نے آن لائن شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ سے ہوا۔

اس کے بعد صدر صاحب مجلس انصار اللہ ناروے نے حضور انور کی خدمت میں انصار اللہ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ناروے میں انصار اللہ کی کُل ۱۲/مجالس ہیں اور تجنید ۳۲۹/انصار کی ہے۔

اس کے بعد مختلف امور پر انصار کو حضور انور سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

ایک ناصر نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ وہ اور ان کی اہلیہ تین ماہ قبل احمدیت میں داخل ہوئے۔ اس سے قبل ۱۸/سال تک وہ سنی مسلمان تھے۔

**اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ** ہمارے اور سنیوں کے درمیان کافی مشترک چیزیں ہیں۔

بعد ازاں موصوف نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد نظام خلافت اسلام کی تجدید اور اشاعت کے لیے کس قدر ضروری ہے؟ نیز ہم اشاعت اسلام میں کیسے ممد ثابت ہو سکتے ہیں اور خلیفہ وقت کے ساتھ ہم کیسے اچھا تعلق پیدا کر سکتے ہیں؟

**اس پر حضور انور نے فرمایا کہ** پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے اپنے عمل نے ہی خلافت کی ضرورت کو ثابت کر دیا ہے اور یہ کہ خلافت اشاعت اسلام کے لیے ضروری ہے۔ اسی لیے تو آپ سنیوں سے احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی تھی کہ ایک ہزار سال کے تاریک عرصے کے بعد مسلمانوں میں مسیح موعود کی آمد ہوگی اور وہ مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا اور آنحضرت ﷺ نے آپ کے متعلق یہ الفاظ بیان فرمائے کہ ان کا مقام خلیفۃ الرسول کا ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آنحضرت ﷺ کے خلیفہ ہیں اور اس کے بعد یہ بھی آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی تھی کہ اسلام کے پیغام کی اشاعت کے لیے نظام خلافت جاری رہے گا کیونکہ یہی موزوں وقت تھا کہ جب اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لیے تمام ذرائع میسر تھے۔ اب آپ دیکھ سکتے ہیں کہ میڈیا اور دیگر ذرائع میسر ہیں اور خلافت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چل کر کام کرے گی اور آپ کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا۔

پھر یہ ایک منظم نظام ہوگا۔ دوسرے فرقوں میں آپ کو یہ نظام نہیں ملے گا۔ یہاں خلافت کے ماتحت اسلام احمدیت کا پیغام دنیا کے سارے کناروں تک پہنچا رہا ہے۔ مختصراً اس لیے اس کی ضرورت ہے۔ ورنہ اگر آپ کے پاس ایک قیادت نہیں ہے تو آپ ایک ریوڑ کی طرح ہیں جس کی دیکھ بھال کے لیے کوئی مقرر نہ ہو۔ پس خلافت احمدیہ کے تحت ہمارے نظام میں یک جہتی ہے اور ایک وجود آپ کی راہنمائی کرتا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور راہنمائی نازل ہوتی ہے۔ اور جب بھی وہ ضروری سمجھتا ہے کہ فلاں کام ہونا چاہیے تو وہ جماعت کو اس کے مطابق عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ پس خلافت کے نظام کی ایک وجہ ہے۔ اسی لیے آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ میرے جانے کے بعد خلافت راشدہ قائم ہوگی جس کے بعد ملوکیت کا ایک دَور آئے گا اور اس کے بعد تاریکی کا دَور آئے گا اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے کہا مسیح و مہدی ظاہر ہوگا۔

پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ وہ خلافت تاقیامت جاری رہے گی اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ خلافت احمدیہ تاقیامت جاری رہے گی اور اللہ تعالیٰ اس خلافت کی نصرت اور راہنمائی فرمائے گا۔ اور خلافت کی ہی ہدایت سے جماعت ترقی کرے گی اور پھولے پھلے گی اور یہی ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ ہر سال ہزارہا لوگ احمدیت میں شامل ہو رہے ہیں۔ ایک اکیلا شخص جس نے ایک چھوٹی سی بستی میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا آج تقریباً دنیا بھر میں شہرت پا چکا ہے۔ یہ وہ نظام ہے جس کے ذریعہ سے اسلام کے پیغام کو دنیا بھر میں پھیلانے میں اللہ تعالیٰ ہماری مدد کر رہا ہے۔ اگر آپ نظام خلافت سے جڑ جائیں گے اور آپ اس بات پر ایمان لائیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے پیغام کو پھیلانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے اور آپ یہ بھی مانیں گے کہ آپ علیہ السلام کے بعد حقیقی خلافت جاری ہے تب آپ کو بھی اسلام کے بارے میں علم حاصل کر کے تبلیغ اسلام کے ذریعہ سے خلیفہ اور نظام جماعت کی مدد کرنی چاہیے۔ پس یہ ہر ایک احمدی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کو پھیلائے کیونکہ بیعت کرتے وقت سب نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ اسلام میں مدد کریں گے۔ پس آپ کو چاہیے کہ آپ اسلام کے بارے میں زیادہ علم حاصل کریں اور قرآن کریم کی تلاوت، اس کا ترجمہ اور اس کی تفسیر سیکھیں، اسی طرح معتبر احادیث بھی۔ اس کے ساتھ یہ بھی یقیناً بہت ضروری ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف کو پڑھیں۔ آپ علیہ السلام کی کافی کتب کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اگر نارویجن زبان میں ترجمہ موجود نہ ہو تو آپ کم از کم وہ کتب پڑھ سکتے ہیں جن کا انگریزی ترجمہ ہو چکا ہے۔ اس کے ذریعہ آپ اسلام اور احمدیت کے بارے میں اپنے علم کو تازہ کر سکتے ہیں بلکہ اس کو وسیع بھی کر سکتے ہیں اور پھر اس پیغام کو پھیلا سکتے ہیں۔ اس طرح آپ خلیفہ، جماعت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بالآخر آنحضور ﷺ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ اور ہمیں چاہیے کہ جیسے اللہ تعالیٰ اشرف المخلوقات یعنی انسانوں سے چاہتا ہے، ہم صراط مستقیم پر چلنے والے لوگ بنیں۔ جب آپ یہ سب کریں گے تو آپ کا خلافت سے اچھا تعلق قائم ہو جائے گا۔

**ایک ناصر نے سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں پاکستان، ہندوستان اور الجزائر کے بعد اب حال ہی میں برکینا فاسو میں نو (۹) احمدیوں کو دہشت گردوں نے شہید کر دیا ہے۔ کیا یہ مخالفت جماعت کی ترقی کو دیکھ کر مزید ملکوں میں بھی پھیلنے کا امکان ہے اور جماعت کو ان خطرات کی وجہ سے سیکیورٹی کے کیسے انتظامات کرنے چاہئیں؟**

**اس پر حضور انور نے فرمایا کہ** جس طرح جماعت پھیل رہی ہے حسد بھی بڑھ رہا ہے۔ اب حسد بڑھ رہا ہے تو فتنہ اور فساد پیدا کرنے، وسوسے ڈالنے والے اور دجالی صفت رکھنے والے لوگوں کے خلاف اللہ تعالیٰ

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

**جبرئیلؑ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے ہتھیار اتار دیے۔ اللہ کی قسم! ہم نے ہتھیار نہیں اتارے۔**
**اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب سے آپؐ کا دشمن سے سامنا ہوا ہے تب سے فرشتوں نے اسلحہ نہیں اتارا اور ابھی تک ہم احزاب کے تعاقب سے واپس آ رہے ہیں**

**جنگِ خندق یا احزاب جو غیر متوقع اور ناگہانی طور پر اختتام کو پہنچی ایک نہایت ہی خطرناک جنگ تھی۔**
**اس سے بڑھ کر کوئی ہنگامی مصیبت اس وقت تک مسلمانوں پر نہیں آئی تھی**
**اور نہ ہی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی اتنی بڑی مصیبت ان پر آئی**

**بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد اپنی قوم کے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! تم پر ایک آزمائش آئی ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ میں تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہو قبول کر لو۔......ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کر لیں اور ان کو سچا مان لیں کیونکہ اللہ کی قسم! تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔......دوسری بات یہ ہے کہ آؤ! ہم اپنے بچوں اور بیویوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں سونت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ پر ٹوٹ پڑیں۔......آج کی رات ہفتہ یعنی سبت کی ہے اور امید ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ اس رات ہماری طرف سے بےفکر ہوں گے۔ اس لیے تم ان پر حملہ کر دو۔ شاید کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو دھوکا دے سکیں**

**غزوۂ خندق کی بعض تفاصیل اور غزوۂ بنوقریظہ کے حالات و واقعات کے تناظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا ایمان افروز بیان**
**نیز پاکستان، بنگلہ دیش، الجزائر اور سوڈان کے احمدیوں کے لیے دعاؤں کی تحریک**

**اللہ تعالیٰ اسرائیلی حکومت اور امریکہ کی حکومت اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں کو روک سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں سب طاقت ہے**
**لیکن اس کے لیے مسلمانوں کو بھی اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے اور بھائی بھائی ہونے کا نمونہ بننا ہوگا۔**
**آپس کے اختلافات کو ختم کرنا ہوگا جو نظر نہیں آ رہا۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ بھی پورا ہوگا**

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 اکتوبر 2024ء بمطابق 11 اخاء 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آجکل جنگِ احزاب کا ذکر چل رہا ہے۔ یہ بیان ہوا تھا کہ کفار نے رات کو آندھی اور طوفان کی وجہ سے میدان خالی کر دیا۔ کفار کے میدان خالی کر جانے کے بعد کی تفصیل میں تاریخ میں یوں بیان ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لشکروں کو واپس بھگا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْاٰنَ نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا۔ یعنی آئندہ ہم قریش کے خلاف نکلیں گے مگر انہیں ہمارے خلاف نکلنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ اور اس کے بعد واقعی ایسا ہوا۔ قریش کو ہمت اور جرأت نہیں ہوئی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کریں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مکہ فتح ہو گیا۔ بہرحال صبح ہوئی تو خندق کے پار کوئی مخالف موجود نہ تھا سب بھاگ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اپنے گھروں کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ سب خوشی خوشی اپنے گھروں کو جانے لگے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 389-390 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

بیان کیا جاتا ہے کہ خندق کا محاصرہ پندرہ دن رہا یا ایک قول کے مطابق یہ محاصرہ بیس دن رہا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک ماہ کے قریب محاصرہ رہا۔ (امتاع الاسماء جلد 1 صفحہ 242 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

غزوۂ خندق میں نو افراد شہید ہوئے تھے۔ ایک سعد بن معاذؓ ہیں۔ یہ اس جنگ میں زخمی ہوئے تھے اور کچھ دنوں کے بعد وفات ہوئی۔ انس بن اوسؓ پھر عبداللہ بن سہلؓ، طفیل بن نعمانؓ، ثَعْلَبَہ بن عَنَمَہ بن عدیؓ، کعب بن زیدؓ، قیس بن زید بن عامرؓ، عبداللہ بن ابی خالدؓ، اَبُوسِنَان بن صَیْفِی بن صَخْرؓ۔ اور دو صحابہؓ دراصل پہلے شہید ہو گئے تھے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے جو ابوسفیان کے لشکر کا پتہ کرنے گئے تھے اور وہاں شہید ہوئے۔ یوں کُل گیارہ شہید ہوئے۔ یہ دو جو تھے یہ سُلَیطؓ اور سُفْیَان بن عَوف اَسلَمیؓ تھے۔

مشرکین کے تین افراد مارے گئے جو عَمرو بن عَبْدِ وُدّ، نَوفَل بن عبدُ اللہ بن مُغِیرہ اور عُثمان بن مُنَبِّہ۔ اس کو خندق کے دن ایک تیر لگا تھا یعنی جس دن کفار نے پُرزور حملہ کیا تھا اور مسلمانوں نے بھی تیروں کا جواب تیروں سے دیا تھا جس کے زخم سے یہ مکہ جا کر مرا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 364، 365، 390 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

جنگِ احزاب کا معجزانہ انجام ہوا جیسا کہ ہم نے تاریخ میں دیکھا۔ اس کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ "کم و بیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد کفار کا لشکر مدینہ سے بے نیل و مرام واپس چلا گیا اور بنوقریظہ جو ان کی مدد کے لیے نکلے تھے وہ بھی اپنے قلعہ میں واپس آ گئے۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کا جانی نقصان زیادہ نہیں ہوا۔ یعنی صرف پانچ چھ آدمی شہید ہوئے مگر قبیلہ اوس کے رئیس اعظم سعد بن معاذ کو ایسا کاری زخم آیا کہ وہ بالآخر اس سے جانبر نہ ہو سکے اور یہ نقصان مسلمانوں کے لیے ایک ناقابل تلافی نقصان تھا۔ کفار کے لشکر میں سے صرف تین آدمی قتل ہوئے لیکن اس جنگ میں قریش کو کچھ ایسا دھکا لگا کہ اس کے بعد ان کو پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف اس طرح جتھہ بنا کر نکلنے یا مدینہ پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہیں ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ لشکر کفار کے چلے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہ کو واپسی کا حکم دیا اور مسلمان میدانِ کارزار سے اٹھ کر مدینہ میں داخل ہو گئے ...... جنگِ خندق یا احزاب جو اس طرح غیر متوقع اور ناگہانی طور پر اختتام کو پہنچی ایک نہایت ہی خطرناک جنگ تھی۔ اس سے بڑھ کر کوئی ہنگامی مصیبت اس وقت تک مسلمانوں پر نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کوئی اتنی بڑی مصیبت ان پر آئی۔ یہ ایک خطرناک زلزلہ تھا جس نے اسلام کی عمارت کو جڑ سے ہلا دیا اور جس کے مہیب مناظر کو دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں اور ان کے کلیجے منہ کو آنے لگ گئے اور کمزور لوگوں نے سمجھ لیا کہ بس اب خاتمہ ہے۔ اور اس خطرناک زلزلے کے دھکے کم و بیش ایک ماہ تک ان پر آتے رہے اور کئی ہزار خونخوار درندوں نے ان کے گھروں کا محاصرہ کر کے ان کی زندگیوں کو تلخ کیے رکھا اور اس مصیبت کی تلخی کو بنوقریظہ کی غداری نے دگنا کر دیا اور اس سارے فتنہ کی تہ میں بنونضیر کے وہ محسن کش یہودی تھے جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کر کے ان کو مدینہ سے امن و امان کے ساتھ نکل جانے کی اجازت دے دی تھی۔ یہ انہی یہودی رؤساء کی اشتعال انگیزی

تھی جس سے صحرائے عرب کے تمام نامور قبیلے عداوتِ اسلام کے نشے میں مخمور ہو کر مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لیے مدینہ پر جمع ہو گئے تھے اور یہ قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس وقت ان وحشی درندوں کو شہر میں داخل ہو جانے کا موقع مل جاتا تو ایک واحد مسلمان بھی زندہ نہ بچتا اور کسی پاکباز مسلم خاتون کی عزت ان لوگوں کے ناپاک حملوں سے محفوظ نہ رہتی مگر یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی قدرت کا غیبی ہاتھ تھا کہ اس ٹڈی دل کو بے نیل مرام واپس ہونا پڑا اور مسلمان شکر و امتنان کے ساتھ امن و اطمینان کا سانس لیتے ہوئے اپنے گھروں میں واپس آ گئے مگر بنُو قُریظہ کا خطرہ ابھی تک اسی طرح قائم تھا۔ یہ لوگ نہایت خطرناک صورت میں اپنی غداری کا مظاہرہ کر کے اب امن و امان کے ساتھ اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب کوئی شخص ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا لیکن بہرحال ان کے فتنہ کا سدباب ضروری تھا کیونکہ ان کا وجود مدینہ میں مسلمانوں کے لیے ہرگز ایک مارِ آستین سے کم نہ تھا‘‘ چھپے ہوئے دشمن سے کم نہیں تھا۔’’ اور دوسری طرف بنونضیر کا تجربہ بتاتا تھا کہ یہ سانپ ایسا ہے کہ اسے گھر سے باہر نکالنا بھی ایسا ہی خطرناک ہے جیسا کہ اسے اپنے گھر میں رہنے دینا۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 595-596)

بہرحال اس کے سدِّ باب کے لیے بنوقریظہ کے خلاف بھی کارروائی ہوئی جسے غزوۂ بنوقریظہ کہتے ہیں جو ذوالقعدہ پانچ ہجری بمطابق مارچ اور اپریل 627ء میں ہوا۔ قرآن کریم میں بھی اس بارے میں ذکر آیا ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 597)

(حضورِ انور نے زیرِ لب تعوّذ پڑھا اور فرمایا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَاَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ ظَاہَرُوۡہُمۡ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ صَیَاصِیۡہِمۡ وَقَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الرُّعۡبَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ وَتَاۡسِرُوۡنَ فَرِیۡقًا۔ وَاَوۡرَثَکُمۡ اَرۡضَہُمۡ وَدِیَارَہُمۡ وَاَمۡوَالَہُمۡ وَاَرۡضًا لَّمۡ تَطَـُٔوۡہَا ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا۔ (الاحزاب:27-28)

اور اس نے ان لوگوں کو جنہوں نے اہلِ کتاب میں سے ان کی مدد کی تھی ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ان میں سے ایک فریق کو تم قتل کر رہے تھے اور ایک فریق کو قیدی بنا رہے تھے۔ اور تمہیں ان کی زمین اور ان کے مکانوں اور ان کے اموال کا وارث بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جسے تم نے اس وقت تک قدموں تلے پامال نہیں کیا تھا اور اللہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

بنوقریظہ کا مختصر تعارف یہ ہے کہ بنوقریظہ یہود کا ایک قبیلہ ہے۔ یہ قریظہ کی اولاد تھی جو مدینہ کے قریب چند میل کے فاصلے پر ایک مضبوط قلعہ میں اتری تھی اور پھر اسی کے نام سے منسوب ہونے لگی۔ قریظہ اور نضیر دو بھائی تھے جن کا تعلق حضرت ہارون کی اولاد سے تھا۔ ایک کی اولاد بنوقریظہ کہلائی اور دوسرے کی اولاد بنونضیر۔

(تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام صفحہ 320 دار الکتاب العربی 1990ء)

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 18 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

اس غزوہ کا پس منظر جیسا کہ گذشتہ خطبات میں بھی بیان ہو چکا ہے اور غزوۂ خندق کی تفصیل میں بھی یہ بات گزر چکی ہے کہ بنوقریظہ نے عین جنگ کے دوران عہد شکنی کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف قریش کی مدد کی تھی اور ان معاہدوں کو توڑ دیا تھا جو اُن کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فارغ ہونے کے بعد واپس تشریف لائے تو آپؐ نے اور صحابہ نے ہتھیار اتار دیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں داخل ہوئے اور پانی منگوایا اور اپنا سر دھونے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا اور خوشبو منگوائی اور ظہر کی نماز ادا کی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے ہمیں سلام کیا جبکہ ہم گھر میں تھے۔ اس نے آواز دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اس کی طرف گئے اور میں دروازے کے درمیان میں سے دیکھ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں حضرت دِحیَہ کَلبِی ؓ تھے، وہ اپنے چہرے سے غبار جھاڑ رہے تھے اور انہوں نے عمامہ باندھا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کی گردن سے ٹیک لگا کر کھڑے تھے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ نے ہتھیار اتار دیے۔ اللہ کی قسم! ہم نے ہتھیار نہیں اتارے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب سے آپؐ کا دشمن سے سامنا ہوا ہے تب سے فرشتوں نے اسلحہ نہیں اتارا اور ابھی تک ہم احزاب کے تعاقب سے واپس آ رہے ہیں۔ بات اس نے کہی کہ فرشتوں نے اسلحہ نہیں اتارا یہاں تک کہ ہم حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور اللہ نے ان کو شکست دی۔ اب آپ ادھر کا رخ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدھر؟ تو اس نے اشارہ سے کہا اُدھر یعنی بنوقریظہ کی طرف۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اندر واپس آ گئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ شخص کون تھا جس سے آپ بات کر رہے تھے؟ آپ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھا تھا؟ تو میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم نے اسے کس شخص کے مشابہ پایا تو میں نے کہا۔ حضرت دِحیَہ کَلبِی ؓ کے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جبرئیل تھے۔ یہاں وہ بات ظاہر ہو گئی کہ فرشتوں نے ہتھیار نہیں اتارے۔ یہ جبرئیل تھے جو مجھے کہہ رہے تھے کہ میں بنوقریظہ کی طرف جاؤں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت اعلان کروایا کہ بنوقریظہ کی طرف نکل پڑیں اور عصر کی نماز وہیں پڑھیں۔ چنانچہ اعلان سنتے ہی صحابہ تیزی سے نکل پڑے۔ صحابہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا یہ عالم تھا کہ راستے میں جب عصر کی نماز کا وقت آیا اور قریب تھا کہ نماز کا وقت ختم ہو جائے تو بعض صحابہ نے سوچ کر کہ نماز کا وقت جاتا ہے اس لیے نماز پڑھ لینی چاہیے اور نماز پڑھ لی اور بخاری کی شرح فتح الباری کے مطابق بعض صحابہ نے کہا کہ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عصر کی نماز بنوقریظہ میں جا کر پڑھنی ہے اس لیے وقت جاتا ہے تو جائے ہم وہیں جا کر پڑھیں گے۔ روایات کے مطابق یہ لوگ اس وقت پہنچے جب سورج غروب ہو چکا تھا اور اس وقت انہوں نے وہاں پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کو کچھ نہیں کہا۔ نہ انہیں جنہوں نے نماز فوت ہو جانے کے خدشہ کی بنا پر راستے میں نماز پڑھ لی اور نہ انہیں جنہوں نے سورج غروب ہونے کے بعد بنوقریظہ میں پڑھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور ان کو لشکر کا سیاہ رنگ کا عقاب نامی جھنڈا دیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب...... حدیث 4122، 4119، 4117) (فتح الباری زیر حدیث کتاب المغازی جلد 7 صفحہ 519-520 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی) (سبل الہدیٰ و الرشاد جلد 5 صفحہ 4,3 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء) (الصحیح من سیرۃ النبی الاعظم ﷺ، جلد 12 صفحہ 10 مطبوعہ المرکز الاسلامی للدراسات)

یہ تفصیل صحیح بخاری اور بعض تاریخی کتب میں بیان ہوئی ہے۔ مزید تفصیل یہ ہے کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ایک جماعت کے ساتھ بطور ہراول دستے کے آگے روانہ فرما دیا اور پھر خود بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد 3 صفحہ 68، 69 دار الکتب العلمیۃ 1996ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں یوں تحریر فرمایا ہے کہ ’’جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر شہر میں واپس تشریف لائے تو ابھی آپ بمشکل ہتھیار وغیرہ اتار کر نہانے دھونے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپ کو خدا کی طرف سے کشفی رنگ میں یہ بتایا گیا کہ جب تک بنوقریظہ کی غداری اور بغاوت کا فیصلہ نہ ہو جاتا آپ کو ہتھیار نہیں اتارنے چاہیے تھے۔ اور پھر آپؐ کو یہ ہدایت دی گئی کہ آپ بلا توقف بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اس پر آپ نے صحابہ میں عام اعلان کروا دیا کہ سب لوگ بنوقریظہ کے قلعوں کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز عصر وہیں پہنچ کر ادا کی جاوے اور آپ نے حضرت علیؓ کو صحابہ کے ایک دستے کے ساتھ فوراً آگے روانہ کر دیا۔‘‘ (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 597)

پہلے حضرت عائشہؓ کے حوالے سے بھی یہ بیان ہوا ہے۔ بہرحال یہ کشفی نظارہ تھا جیسے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی لکھا اور ہو سکتا ہے کہ یہ نظارہ حضرت عائشہ نے بھی کشفی حالت میں دیکھا ہو اور اس طرح ہو جاتا ہے۔

بنوقریظہ کی طرف روانگی کا ذکر یوں ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پر حضرت ابن ام مکتومؓ کو نگران مقرر فرمایا اور بنوقریظہ کی طرف بدھ کے دن نکلے اور ذوالقعدہ کے سات دن باقی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اور زرہ پہنی اور خود پہنا اور اپنے ہاتھ میں نیزہ لے لیا اور ڈھال گلے میں لٹکا لی اور اپنے گھوڑے لُحَیف پر سوار ہوئے۔ مسلمانوں کے پاس چھتیس گھوڑے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ تین ہزار افراد تھے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت علیؓ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے ساتھ پہلے ہی بنوقریظہ کے پاس پہنچ چکے تھے۔ حضرت ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم بنوقریظہ کے پاس پہنچ گئے اور حضرت علیؓ نے قلعہ کے نیچے جھنڈا گاڑھ دیا۔ جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو انہیں جنگ کا یقین ہو گیا۔ پھر وہ اپنے قلعوں میں بند ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دینے لگے۔ حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم خاموش رہے اور ان گالیوں کا کوئی جواب نہیں دیا اور کہا کہ اب تمہارے اور ہمارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بنوقریظہ تک پہنچ گئے اور بنوقریظہ کے پہاڑ کے دامن میں بِئۡرِ اُنَّا پر ان کے قلعہ کے قریب ٹھہر گئے۔ (الطبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 57، دار الکتب العلمیۃ 1990ء) (سبل الہدیٰ جلد 5 صفحہ 5-6 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اسے بِئۡرِ اَنَّا بھی کہا جاتا ہے اور یہ بنوقریظہ کے کنوؤں میں سے ایک کنواں ہے۔

(معجم البلدان جلد 1 صفحہ 355 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس بارے میں سیرت خاتم النبیینؐ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو تفصیل لکھی ہے یوں ہے کہ ’’جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو بجائے اس کے کہ بنوقریظہ (جن میں غزوۂ خندق کے بعد بنونضیر کا رئیسِ اعظم اور فتنہ کا بانی مبانی حُیَیّ بن اخطب بھی اپنے وعدہ کے مطابق آ کر شامل ہو گیا تھا) اپنی غداری و بغاوت پر اظہارِ ندامت کر کے عفو اور رحم کے طالب بنتے انہوں نے برملا طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور کمال بے حیائی اور کمینگی کے طریق پر ازواجِ مطہرات کے متعلق بھی نہایت ناگوار بدزبانی کی۔ حضرت علیؓ اور ان کے دستے کے روانہ ہو چکنے کے تھوڑی دیر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلح ہو کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اس وقت آپؐ ایک گھوڑے پر سوار تھے اور صحابہ کی ایک بڑی جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ جب آپؐ بنوقریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو حضرت علیؓ نے جو تھوڑی دور تک آپ کے استقبال کے لیے واپس آ گئے تھے آپؐ سے عرض کیا

کہ یارسول اللہ! میرے خیال میں آپ کو خود آگے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم لوگ انشاء اللہ کافی ہوں گے۔ آپ سمجھ گئے اور فرمانے لگے ”کیا بنوقریظہ نے میرے متعلق کوئی بدزبانی کی ہے؟“ دیکھا کہ حضرت علیؓ روک رہے ہیں تو یقیناً کوئی غلط باتیں کی ہوں گی۔ ”حضرت علی نے عرض کیا کہ ہاں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا خیر ہے، چلو۔ قَدْ اُوْذِیَ مُوْسٰی بِاَکْثَرَمِنْ ھٰذَا۔ یعنی ”موسیٰؑ کو ان لوگوں کی طرف سے اس سے بھی زیادہ تکالیف پہنچی تھیں۔“ غرض آپ آگے بڑھے اور بنوقریظہ کے ایک کنوئیں پر پہنچ کر ڈیرہ ڈال دیا۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 597، 598)

ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ ان میں اتنی جرأت نہیں ہے کہ میرے سامنے مجھے برا بھلا کہیں۔ اور بڑے اطمینان اور وقار کے ساتھ آگے بڑھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 5-6 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

مسلمانوں کے اس غزوہ میں کھانے کا بھی ایک ذکر ملتا ہے کہ تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشاء کے وقت تک جمع ہو گئے اور حضرت سعد بن عبادہؓ نے کھجوروں کا ایک اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے لیے بھیجا۔ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کھجور کیا ہی اچھا کھانا ہے!

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 6 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1993ء)

مسلمانوں کے بنوقُریظہ پر محاصرے کی مزید تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سحری کے وقت آگے بڑھے اور تیرانداز دستے کو آگے رکھا۔ انہوں نے یہودیوں کے قلعوں کا احاطہ کرلیا اور ان پر تیراندازی کی اور پتھر برسائے اور وہ یہودی بھی، اپنے قلعوں سے تیراندازی کرتے رہے، یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ پھر قلعوں کے اردگرد رات گزاری اور مسلمان یہود پر باری باری حملہ کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل ان پر تیراندازی کرواتے رہے یہاں تک کہ یہود نے ہلاکت کا یقین کرلیا اور مسلمانوں پر تیراندازی چھوڑ دی اور کہنے لگے کہ ہمیں چھوڑ دو ہم تم سے بات چیت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ انہوں نے نَبَّاش بن قَیس کو آپؐ کے پاس بھیجا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ انہیں یہاں سے چلے جانے کی اجازت دے دیں جیسے بنونضیر یہاں سے گئے تھے اور آپؐ اموال اور ہتھیار لے لیں اور ہمارے خون معاف فرما دیں۔ ہم آپؐ کے شہر سے اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ نکل جائیں گے۔ یہ یہود کی طرف سے پیشکش ہوئی۔ اور ہمارے لیے وہ سامان ہوگا جس کو ہمارا ایک اونٹ اٹھا سکے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا اور پھر نَبَّاش نے کہا کہ ہمیں اموال کی ضرورت نہیں جس کو ہمارے اونٹ اٹھائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق اترنا ہوگا لیکن اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر اترنے سے انکار کر دیا اور اپنی قوم میں واپس چلا گیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 6، دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

اس کے بعد بنوقریظہ کے سرداروں نے آپس میں مشاورت کی، مشورے کیے۔ جب نَبَّاش نے اپنی قوم میں آکر ان کو تمام حالات کی خبر دی اور محاصرہ اب طول پکڑنے لگا تو بنوقریظہ کا سردار کعب بن اسد اپنی قوم کے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! تم پر ایک آزمائش آئی ہے جسے تم دیکھ رہے ہو۔ میں تمہارے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں ان میں سے جس کو چاہو قبول کرلو۔ انہوں نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ کعب بن اسد نے کہا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت قبول کرلیں اور ان کو سچا مان لیں کیونکہ اللہ کی قَسم! تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ وہ نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اور یہ وہی شخص ہیں جن کا ذکر تم اپنی کتابوں میں پڑھتے ہو۔ اور ہمارے ایمان لانے کی وجہ سے تمہارا خون تمہارے مال اور تمہاری عورتیں محفوظ ہو جائیں گی۔ بخدا تم جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ شامل ہونے سے صرف اس بات نے روکا ہے کہ وہ عرب سے ہیں اور بنی اسرائیل سے نہیں۔ پس اب جہاں وہ ہے اللہ نے ہی اس کو نبی بنایا ہے۔ یعنی اب تو وہ جو بھی ہیں انہیں ہی نبی بنایا ہے۔ یہ تو بڑا واضح ہے۔ اور کہنے لگا کہ مَیں تو عہد بھی توڑنا پسند نہیں کرتا تھا لیکن یہ مصیبت اور آزمائش اس حُیَیِّ بن اخطب کی طرف سے ہے۔ وہ پاس بیٹھا ہوا تھا۔ پھر کعب نے کہا کیا تمہیں یاد ہے کہ ابن جَوَّاس، یہ یہود کا ایک قدیم عالم تھا اس نے تمہیں کیا کہا تھا جب وہ تمہارے پاس آیا تھا؟ اس نے کہا تھا کہ مَیں نے شراب، سِرّ کے اور کھجور کی سرزمین یعنی بیت المقدس کی سرزمین چھوڑ دی اور میں پانی کھجور اور جَو کی سرزمین میں آ گیا ہوں۔ لوگوں نے کہا کہ ایسا کیوں؟ تب کعب بن اسد نے کہا کہ اس بزرگ نے یہ کہا تھا کہ اس بستی سے ایک نبی کا ظہور ہوگا اور اس وقت اگر میں زندہ ہوا تو اس کی اتباع اور مدد کروں گا اور اگر وہ میرے بعد آیا تو تم محتاط رہنا کہ کوئی تمہیں اس کے بارے میں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یعنی تم قبول کرلینا۔ انکار نہ کرنا۔ اس کی اتباع کرنا اور مددگار اور دوست بن جانا۔ میں تو دونوں کتابوں پر ایمان لے آیا ہوں پہلی پر بھی اور آخری پر بھی۔ یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترنے والی کتاب ہے اس پر بھی اور میرا اسلام اسے پہنچا دینا اور اسے کہنا کہ میں نے اس کی تصدیق کی تھی۔

پھر کعب کہنے لگا پس آؤ! ہم ان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور تصدیق کریں تو یہ سن کر بنوقریظہ کے لوگ کہنے لگے۔ ہم تورات کے فیصلے سے یعنی تورات کا جو فیصلہ ہے اس سے کبھی بھی جدا نہیں ہوں گے جو حضرت موسیٰ کی کتاب ہے اور اس کو کسی اور کتاب سے ہرگز نہیں بدلیں گے۔ اس پر کعب نے کہا جب تم میری بات نہیں مانتے تو دوسری بات یہ ہے کہ آؤ! ہم اپنے بچوں اور بیویوں کو قتل کر دیں پھر تلواریں سونت کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ پر ٹوٹ پڑیں۔ ہمارا پیچھے کوئی بوجھ نہ ہوگا۔ حتی کہ اللہ ہمارے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اگر ہم مارے گئے تو ہم ہی ہلاک ہوں گے ہمارے پیچھے پوری نسل نہیں ہوگی جس کے بارے میں ہمیں خدشہ ہوگا اور اگر ہم غالب آ گئے تو میری عمر کی قَسم! اولاد اور بیویاں تو ہمیں اور بھی مل جائیں گی۔ لوگوں نے کہا کہ کیا ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں۔ ان کے بعد زندگی میں کیا لذت رہ جائے گی۔ پھر کعب نے کہا اگر تم میری یہ بات بھی نہیں مانتے تو آج کی رات ہفتہ یعنی سبت کی ہے اور امید ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ اس رات ہماری طرف سے بےفکر ہوں گے۔ اس لیے تم ان پر حملہ کر دو۔ شاید کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کو دھوکا دے سکیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے سبت کو خراب کر دیں اور اس میں ایسا کام کریں جو ہم سے پہلے کسی نے نہیں کیا سوائے اس کے جس کو تُو جانتا ہے اور پھر اس کا مسخ ہو جانا بھی تجھ پر مخفی نہیں اور یوں کعب کی تینوں باتوں میں سے کسی کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ کعب کے بعد ایک اور یہودی عَمْرُو بن سُعْدٰی نے کہا۔ اے یہود کے گروہ! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا اور تم نے اپنے اس وعدے کو توڑ دیا جو تمہارے اور ان کے درمیان تھا۔ نہ میں تمہارے اس معاہدے میں شامل ہوا تھا اور نہ ہی میں تمہارے ساتھ تمہارے دھوکے میں شریک ہوں۔ اگر تم ان کے دین میں داخل ہونے سے انکار کرتے ہو تو یہودیت پر تو ثابت قدم رہو۔ اگر ان کا انکار کرنا ہے تو یہودیت کی جو تعلیم ہے اس پر تو ثابت قدم رہو اور ان کو جزیہ دے دو۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ اس کو قبول کریں گے یا نہیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم عرب کو اپنی گردنیں چھڑوانے کے لیے خراج نہیں دیں گے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ ہم نے یہ نہیں دینا۔ اس سے بہتر تو قتل ہے۔ تو عمرو نے کہا پھر میں تم سے بری ہوں اور وہ اسی رات قلعہ سے باہر نکل گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے داروں کے پاس سے گزرا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ ان پر نگران تھے۔ انہوں نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا عَمْرُو بن سُعْدٰی۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ گزر جاؤ اور کہا اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنِیْ اِقَالَۃَ عَثَرَاتِ الْکِرَامِ۔ یعنی اے اللہ! مجھے شریفوں کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے نیک عمل سے محروم نہ کرنا۔ اور اس کا رستہ چھوڑ دیا۔ اور وہ نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آ گیا اور وہیں صبح کی اور صبح کے وقت وہ وہاں سے چلا گیا۔ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کہاں گیا۔ اس کا ذکر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایسا آدمی ہے جسے اللہ نے اس کی وفا کی وجہ سے نجات دے دی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 6 تا 8، دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

اسی طرح کعب کی یہ باتیں سن کر تین اَور افراد اسی رات قلعہ سے اتر آئے اور اسلام لے آئے اور اپنی جانیں اپنے خاندان اور اپنے اموال بچا لیے۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 6 تا 8، دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

حضرت ابولُبَابہؓ کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں پر سختی بڑھا دی۔ جب ان پر محاصرہ تنگ ہو گیا تو انہوں نے سبت کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ حضرت ابولُبَابہ بن عبد المُنذِرؓ کو ہماری طرف بھیج دیں تا کہ ہم ان سے اپنے معاملے میں مشورہ کر لیں۔ یہ بنوقریظہ کے حلیف قبیلہ اوس کے ایک معزز فرد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیج دیا۔ جب انہوں نے حضرت ابولُبَابہؓ کو دیکھا تو مرد ان کی طرف آنے لگے اور عورتیں اور بچے ان کے سامنے رونے لگے۔ حضرت ابولُبَابہ ان کے لیے نرم ہو گئے۔ ان کے دل میں ان کے لیے نرمی پیدا ہوئی۔ یہ چال انہوں نے چلی تھی۔ کعب بن اسد نے کہا کہ اے ابولُبَابہ! ہم نے صرف آپ کو چنا ہے۔ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فیصلہ قبول کرانے کے سوا کسی بات پر تیار نہیں ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ ہم ان کے فیصلے کو قبول کر لیں تو حضرت ابولُبَابہؓ

## ارشاد باری تعالیٰ

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ○ (البقرہ:10)

ترجمہ: وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جبکہ وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکہ نہیں دیتے۔ اور وہ شعور نہیں رکھتے۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

## ارشاد باری تعالیٰ

فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ بِمَا کَانُوْا یَکْذِبُوْنَ ○ (البقرہ:10)

ترجمہ: ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ پس اللہ نے ان کو بیماری میں بڑھا دیا۔

اور ان کے لئے بہت دردناک عذاب (مقدّر) ہے بوجہ اس کے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

نے جواب دیا ہاں اور اپنے ہاتھ سے اپنے گلے کی طرف ذبح کا اشارہ کیا۔ یوں گردن پر ہاتھ پھیرا۔ حضرت ابولُبابہؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میرے قدم ابھی تک اپنی جگہ پر تھے کہ میں نے محسوس کیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی ہے۔ میں شرمندہ ہوا کہ مَیں نے یہ کیا اشارہ کر دیا ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن پڑھا۔ میں نیچے اترا تو میری داڑھی آنسوؤں سے تر تھی۔ لوگ میرے لَوٹنے کا انتظار کر رہے تھے۔ مَیں نے قلعہ کے پیچھے سے ایک دوسرا راستہ لیا اور مسجد میں آ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں گیا۔ مَیں نے اپنے آپ کو ستون سے باندھ دیا۔ سزا کے طور پر باندھ دیا، پھر مَیں نے کہا میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں یا اللہ میرے اس فعل پر میری توبہ قبول کر لے اور مَیں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ میں بنوقریظہ کی زمین میں کبھی پاؤں نہیں رکھوں گا اور نہ اس بستی کو دیکھوں گا جس پر مَیں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیانت کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب میرے چلے جانے اور میرے اس فعل کی خبر پہنچی تو فرمایا اس کو چھوڑ دو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر دے۔ اگر وہ میرے پاس آتا تو مَیں اس کے لیے استغفار کرتا۔ جب وہ میرے پاس نہیں آیا اور چلا گیا تو اس کو چھوڑ دو۔ حضرت ابولُبابہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں بڑی تکلیف میں تھا۔ کئی راتیں مَیں نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا اور یہی کہتا رہا کہ میں اسی حال میں رہوں گا اور یہاں تک کہ میں دنیا کو چھوڑ جاؤں یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔ اور میں اپنا خواب یاد کرتا تھا جو میں نے دیکھا تھا جب ہم نے بنوقریظہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا کہ گویا میں بدبودار سیاہ مٹی میں ہوں اور میں اس سے نکل نہیں پا رہا۔ قریب تھا کہ میں اس کی بدبو سے مر جاتا پھر میں نے ایک نہر دیکھی اور دیکھا کہ میں نے اس میں غسل کیا یہاں تک کہ مَیں صاف ہو گیا اور پھر میں نے اچھی خوشبو پائی۔ میں نے اس کی تعبیر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم ایک ایسے معاملے میں مبتلا ہو گے جس کی وجہ سے تم غمگین ہو جاؤ گے پھر تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔ پس میں بندھا ہوا حضرت ابوبکرؓ کے قول کو یاد کرتا تھا اور امید کرتا تھا کہ اللہ میرے لیے توبہ نازل کر دے گا۔ آپ کہتے ہیں کہ میں اسی حال میں رہا یہاں تک کہ کمزوری کی وجہ سے آواز بھی نہیں سن سکتا تھا۔ بندھا ہوا تھا pillar کے ساتھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھا کرتے تھے۔ ابنِ ہشام کہتے ہیں کہ وہ چھ راتوں تک بندھے رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولُبابہ کی توبہ کے متعلق آیت نازل فرمائی۔

وَاٰخَرُوۡنَ اعۡتَرَفُوۡا بِذُنُوۡبِهِمۡ خَلَطُوۡا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنۡ يَّتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (التوبۃ:102) اور کچھ دوسرے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ انہوں نے اچھے اعمال اور دوسرے بد اعمال ملا جلا دیئے۔ بعید نہیں کہ اللہ ان پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت ابولُبابہؓ کی توبہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سحری کے وقت آیت نازل ہوئی تھی۔ آپؐ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحری کے وقت مسکراتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپؐ کو ہمیشہ ہنستا مسکراتا رکھے آپؐ کس وجہ سے مسکرا رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ابولُبابہ کے لیے خوشخبری ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں ان کو خوشخبری نہ دے دوں۔ فرمایا کیوں نہیں اگر چاہو تو خوشخبری دے دو۔ پھر وہ اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہو گئیں اور پھر فرمانے لگیں کہ اے ابولُبابہ! خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے۔ لوگ ان کو کھولنے کے لیے ان کی طرف گئے تو حضرت ابولُبابہؓ نے کہا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مجھے کھولیں گے۔ کہنے لگے نہیں اب تو مَیں بندھا ہوا ہوں۔ اب کھولنا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کھولنا ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز کے لیے تشریف لائے تو اپنے دستِ مبارک سے انہیں کھول دیا۔ حضرت ابولُبابہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری توبہ تو یہ ہے کہ میں اپنی قوم کے ان گھروں کو بھی چھوڑ دوں جن میں مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے اور میں اپنے سارے کا سارا مال اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں صدقہ کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابولُبابہ! تمہارے لیے ایک تہائی کافی ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 8، 9 دار الکتب العلمیۃ 1993ء)

بہرحال یہ واضح ہو کہ ابولُبابہؓ کے متعلق جو مذکورہ واقعہ بیان ہوا ہے اس کی یہ تفصیل جو ہے صحاح ستہ میں نہیں ملتی۔ ممکن ہے کہ حضرت ابولُبابہؓ کا لوگوں کے قتل کا اشارہ محض ان کی اپنی سوچ کا نتیجہ ہو لیکن بہرحال تاریخوں میں یہ ذکر ہوا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی اس واقعہ کی تفصیل بیان کی ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ”آخر جب بنوقریظہ محاصرہ کی سختی سے تنگ آ گئے تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ کسی ایسے مسلمان کو جو ان سے تعلقات رکھتا ہو اور اپنی سادگی کی وجہ سے ان کے داؤ میں آ سکتا ہو اپنے قلعہ میں بلائیں اور اس سے یہ پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے متعلق کیا ارادہ ہے تا کہ وہ اس کی روشنی میں آئندہ طریق عمل تجویز کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایلچی روانہ کر کے یہ درخواست کی کہ ابولُبابہ بن مُنذِر انصاری کو ان کے قلعہ میں بھجوایا جاوے تا کہ وہ اس سے مشورہ کر سکیں۔ آپؐ نے ابولُبابہ کو اجازت دی اور وہ ان کے قلعہ میں چلے گئے۔ اب رؤساء بنوقریظہ نے یہ تجویز کی ہوئی تھی کہ جونہی ابولُبابہ قلعہ کے اندر داخل ہو سب یہودی عورتیں اور بچے روتے اور چلّاتے ہوئے ان کے ارد گرد جمع ہو جائیں اور اپنی مصیبت اور تکلیف کا ان کے دل پر پورا پورا اثر پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ ابولُبابہ پر یہ داؤ چل گیا اور وہ قلعہ میں جاتے ہی ان کی ”مصیبت“ کا شکار ہو گئے اور بنوقریظہ کے اس سوال پر کہ اے ابولُبابہ! تو ہمارا حال دیکھ رہا ہے۔ کیا ہم محمدؐ کے فیصلہ پر اپنے قلعوں سے اتر آویں؟ ابولُبابہ نے بے ساختہ جواب دیا ”ہاں“ مگر ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے قتل کا حکم دیں گے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً کوئی ایسا ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا مگر ان کی مصیبت کے مظاہرہ سے متاثر ہو کر ابولُبابہ کا خیال آلام و مصائب کی رو میں ایسا بہا کہ موت سے ورے ورے نہیں ٹھہرا اور ابولُبابہ کی یہ غلط ہمدردی (جس کی وجہ سے وہ بعد میں خود بھی نادم ہوئے اور اس ندامت میں انہوں نے اپنے آپ کو جا کر مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کرتے ہوئے خود جا کر انہیں کھولا) بنوقریظہ کی تباہی کا باعث بن گئی اور وہ اس بات پر ضد کر کے جم گئے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر نہیں اتریں گے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 598، 599)

بہرحال یہ تفصیل جاری ہے۔ انشاء اللہ باقی آئندہ۔ پاکستان کے احمدیوں کو خود بھی اپنے لیے دعا کرنی چاہیے۔ آجکل ان پر زمین تنگ سے تنگ تر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی انہیں پہلے سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے کیونکہ حالات بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ فضل اور رحم فرمائے۔

اسی طرح دنیا میں بسنے والے جو پاکستانی احمدی ہیں وہ بھی خاص طور پر اپنے پاکستانی بھائیوں کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مشکلات سے نجات دے۔ اسی طرح بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں اور وہ خود بھی اپنے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر شر سے انہیں بھی بچائے۔ وہاں بھی احمدی بہت مشکلات میں گرفتار ہیں۔ الجزائر کے احمدیوں کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ہر شر سے بچائے ان پہ بھی جرمانے اور قیدیں ہو رہی ہیں، ان کو بھی پکڑا جا رہا ہے۔ ان کا ایمان اللہ تعالیٰ مضبوط رکھے۔ سوڈان کے احمدی بھی وہاں کے جنگی حالات کی وجہ سے بُرے حالات میں ہیں ان کے لیے بھی دعا کریں۔

ہر جگہ کلمہ گو، کلمہ گو کے ہاتھوں مشکلات میں گرفتار ہے اور یہی وجہ ہے کہ غیر جو اسلام مخالف لوگ ہیں بے دھڑک مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بہت دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ اسرائیلی حکومت اور امریکہ کی حکومت اور بڑی طاقتوں کے ہاتھوں کو روک سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں سب طاقت ہے لیکن اس کے لیے مسلمانوں کو بھی اپنے عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے ہوں گے اور بھائی بھائی ہونے کا نمونہ بننا ہو گا۔ آپس کے اختلافات کو ختم کرنا ہو گا جو نظر نہیں آ رہا۔ تب کہیں اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ بھی پورا ہو گا۔

اس کے بغیر تو نہیں ہو سکتا۔ ایک مومن بن کے مسلمانوں کو رہنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اور تمام مسلمانوں کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆......☆......☆ (الفضل انٹرنیشنل یکم نومبر ۲۰۲۴ء صفحہ ۲ تا ۷)

**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

**عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے**

(جامع ترمذی، کتاب الزہد)

طالب دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

**”انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔“**

(ملفوظات، جلد 2، صفحہ 5)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

**”تین باتیں ہر گناہ کی جڑ ہیں، ان سے بچنا چاہیے، وہ یہ ہیں: تکبر، حرص اور حسد“**

(رسالہ قشیریہ، باب الحسد)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

# خطبہ جمعہ

میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح ہے جو اس مسجد کے ذریعے سے پیدا کی جائے گی دنیا سے فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں مدد دے گی اور وہ دن جلد آئیں گے جب لوگ جنگ وجدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے (حضرت مصلح موعودؓ)

جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کی مساجد لوگوں کے چندوں اور قربانیوں سے تعمیر ہوتی ہیں
اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو انگلستان میں بھی جماعت کی قربانی کی وجہ سے درجنوں مسجدیں بن چکی ہیں
اور مغربی ممالک میں بھی بے شمار مساجد تعمیر ہو گئی ہیں

اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے (حضرت مسیح موعودؑ)

چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کے یہاں آئے
اور سب سے پہلا پھل بھی آپ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب لندن میں مسجد کی جگہ خریدے جانے کی اطلاع ملی تو اس وقت آپؓ ڈلہوزی میں تھے۔
آپؓ نے وہاں بڑا فنکشن کیا اور پھر وہاں مسجد فضل کے نام سے اس مسجد کا نام بھی معین فرمایا اور اس کے بعد چندے کی تحریک ہوئی
تا کہ مسجد کی تعمیر کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی ہو سکے

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ لندن میں ورودِ مسعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا پہلے سے دکھلایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اترے ہیں اور ایک لکڑی کے کُندے پر پاؤں رکھ کر ایک کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کر رہے ہیں کہ آواز آئی: ولیم دی کنکرر (William the Conqueror)۔ گویا انگلستان کی روحانی فتح حضورؓ کے ورودِ انگلستان کے ساتھ مقدر تھی جو اب ظہور میں آئی

ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تبلیغ کو، اس پیغام کو جو اسلام کا پیار اور محبت اور امن سے رہنے کا پیغام ہے صلح اور آشتی کا پیغام ہے دنیا کو بتائیں اور آشنا کریں اور پھیلائیں کہ یہی انسان کی بقا کا ضامن ہے اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ورنہ آئندہ نسلیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرتی چلی جائیں گی اور ان جنگوں کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپاہج اور لنگڑی اور لولی پیدا ہوں

صرف یہی مسجد نہیں بلکہ ہر احمدی کو ہر جگہ ہر مسجد کو آباد کرنے اور اس کے حق کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنی عبادتوں کے حق کو پورا کرنے والے ہوں

## مسجد فضل لندن کے سنگِ بنیاد پر ایک صدی مکمل ہونے کے حوالے سے مساجد کی اہمیت اور مقاصد نیز مسجد فضل کی تاریخ کا مختصر بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 18/اکتوبر 2024ء بمطابق 18/اخاء 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

کل یوکے جماعت مسجد فضل کے سو سال مکمل ہونے پر ایک تقریب منعقد کر رہی ہے جس میں غیر، مہمان، ہمسائے وغیرہ بھی مدعو کیے گئے ہیں۔ مسجد فضل کی ایک تاریخی حیثیت ہے اس لحاظ سے کہ یہ جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ہے جو عیسائیت کے گڑھ میں بنائی گئی تھی اور پھر یہاں سے اسلام کی حقیقی تعلیم اور تبلیغ لوگوں میں وسیع پیمانے پر شروع ہوئی۔ آج ہمیں ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے لیکن حیرت ہے کہ اس خود کاشتہ پودے کے ذریعہ سے ان لوگوں کی، مغرب میں رہنے والے لوگوں کی مذہب کی کمزوریاں ان کے ممالک میں ظاہر کر کے اسلام کی خوبصورتی کی تبلیغ کی جارہی ہے اور ان اعتراض کرنے والوں کو تو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس طرح تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ ہاں مسجد فضل کی تعمیر سے پہلے ووکنگ (Woking) میں ایک مسجد بنائی گئی تھی اور اس کو بنانے والے مشہور مستشرق جی ڈبلیو لائٹنر (G W Leitner) تھے جو لاہور میں اورینٹل کالج کے پرنسپل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہوئے۔ پھر انگلستان واپس آ گئے اور اٹھارہ سو نواسی (1889ء) میں ووکنگ کے علاقے میں ایک مسجد تعمیر کروائی۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ یہ وہی سال ہے جب جماعت احمدیہ مسلمہ کا قیام عمل میں آیا اور بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جماعت احمدیہ کا آغاز فرمایا۔ ان مشہور پروفیسر صاحب نے مشرقی علوم کا ایک ادارہ بھی اس کے ساتھ قائم کیا تا کہ مسلمان دینی علم بھی حاصل کر سکیں اور اپنی عبادت بھی کر سکیں۔ یہ مسجد جو بنائی گئی اس میں ایک خطیر رقم والیہ بھوپال بیگم شاہ جہاں نے دی تھی اور انہی کے نام پر اس کا نام بھی ہے۔ بہرحال ان پروفیسر صاحب کی 1899ء میں وفات ہو گئی اور یہ مسجد بھی مقفل ہو گئی۔ اس کو سنبھالنے والا کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں خواجہ کمال الدین صاحب یہاں آئے۔ انہوں نے اسے کھلوانے کی کوشش کی اور کامیاب ہوئے اور انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا کہ اب اس مسجد کا ایک ٹرسٹ بنایا گیا ہے جس کا مجھے نگران بنایا گیا ہے اور پھر دوبارہ اس میں عبادت شروع ہوئی۔ جب یہ کھولی گئی اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب کے ساتھ چودھری ظفر اللہ خان صاحب بھی اس مسجد میں گئے۔ وہاں جا کر انہوں نے نفل پڑھے۔ بڑی دعائیں کیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے مبلغین کی تحریک کی لیکن فنڈز مہیا نہیں ہو سکتے تھے لیکن بہرحال کسی طرح کوشش کر کے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ یہاں بھجوائے گئے

اورانہوں نے پھر خواجہ صاحب کے ساتھ کچھ عرصہ کام کیا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے بعد خواجہ صاحب نے خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت نہیں کی تو اس پر چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ انہیں چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے۔ بہرحال یہ ووکنگ کی مسجد تھی لیکن باقاعدہ کسی مسلمان فرقے یا جماعت احمدیہ کی طرف سے جو مسجد ہے وہ مسجد فضل ہی ہے جو بنائی گئی۔

بیشک آج انگلستان میں بھی، لندن میں بھی اور مغربی ممالک میں بھی مسلمانوں کی بہت ساری مساجد ہیں لیکن لندن میں پہلی مسجد ہونے کا اعزاز مسجد فضل کو ہی حاصل ہے۔ لیکن جو مساجد یہاں ہیں وہ بھی اسلام کی وہ خوبصورت تعلیم دنیا میں نہیں پھیلا رہیں یا مغربی ممالک میں نہیں پھیلا رہیں جس سے پیار، محبت اور صلح اور آشتی کا پیغام ہر ایک کو پہنچتا ہو جس طرح کہ جماعت احمدیہ کی مساجد سے جا رہا ہے اور پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ باقی مغربی دنیا کی جو مساجد ہیں وہ بعض حکومتوں کی مدد سے یا بعض اسلامی حکومتوں نے بھی تھوڑی سی مدد کی ہے تو وہ تعمیر کی گئی ہیں یا ان کے اخراجات چل رہے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کوئی فنڈ نہیں لیتی بلکہ ان مساجد کو تو اب بھی حکومتی فنڈ ملتے ہیں اور یہاں مسلمانوں کی جو تنظیمیں بنی ہوئی ہیں ان کو حکومت کی طرف سے یہاں انگلستان میں بھی فنڈ ملتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ جماعت کی مساجد لوگوں کے چندوں سے اور قربانیوں سے تعمیر ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو انگلستان میں بھی جماعت کی قربانی کی وجہ سے درجنوں مسجدیں بن چکی ہیں اور مغربی ممالک میں بھی بیشمار مساجد تعمیر ہوگئی ہیں۔

بہرحال آج مسجد فضل کے حوالے سے ہی مَیں کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں اور اس ذکر کی اہمیت کا اظہار اس وقت ہوگا یا ہم جو تقریب سو سال پورے ہونے پر کر رہے ہیں، اس کا فائدہ تب ہوگا جب ہم مسجد کے مقصد کو پورا کرنے والے ہوں گے جو کہ اس کی آبادی کا حق ہے۔ اپنی حالتوں کو بدلنے کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کا حق ہے اپنی نسلوں کو مسجد سے جوڑنے کا حق ہے۔ ہم نے اسلامی حقوق پورے کرنے ہیں۔ پس اسے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے کہ صرف ایک فنکشن کرکے یا چراغاں کرکے خوش نہ ہو جائیں بلکہ اس مسجد کے حق کو پورا کریں۔ اس کی تاریخ کو دیکھیں اور اس تاریخ پر غور کریں پھر اپنی حالتوں پر غور کریں۔ اس حوالے سے بنیادی بات جو پہلے میں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں بہت کچھ بیان فرمایا ہے۔ یہی چیز ہے جو ہماری تبلیغی سرگرمیوں کی بنیاد ہے۔ ایک جگہ اسلام کے مغرب میں پھیلنے کے بارے میں ایک رؤیا کے حوالے سے آپؑ بیان فرماتے ہیں کہ ایسا ہی طلوعِ شمس جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغرب جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منور کیے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ (ماخوذ از ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 376، 377۔ ایڈیشن 1984ء) بڑی تحدّی سے آپؑ نے فرمایا، اس لیے ہمیں امید رکھنی چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ ان ممالک میں بھی اسلام پھیلے گا۔ پھر آپؑ کی ایک اور پیشگوئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مَیں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔

درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدا تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ فرمایا کہ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔ اب خدا تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔ (ماخوذ از ازالۂ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 377۔ ایڈیشن 1984ء) یعنی مغربی ممالک کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔

پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد، خواہش اور دعا اور خوشخبری اور یہ ہے وہ کام جس کو جاری رکھنے کے لیے آج جماعت احمدیہ انگلستان میں بھی اور برطانیہ کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک میں بھی، امریکہ میں بھی اور دوسرے مغربی ممالک میں بھی اسلام کا حقیقی پیغام پہنچا رہی ہے اور مسجد فضل کی ابتدا بھی اسی غرض کو پورا کرنے کے لیے ہوئی تھی۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا تھا کہ ووکنگ کی مسجد میں پہلے خواجہ کمال الدین صاحب آئے تھے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد خلافت کی بیعت انہوں نے نہیں کی اور اس وجہ سے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جو اس وقت ان کے ساتھ تھے انہوں نے بھی ان کے ساتھ اکٹھا کام کرنے میں دقت محسوس کی اور علیحدہ ہو کر پھر ایک دوسری جگہ آ کر جماعت احمدیہ کی تبلیغ کا کام شروع کر دیا اور پیغام پہنچانے لگے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر ان کو کامیابیاں بھی ہوئیں۔ غرض ہم کہہ سکتے ہیں کہ چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ جماعت احمدیہ کے پہلے مبلغ ہیں جو باقاعدہ مبلغ بن کے یہاں آئے اور سب سے پہلا پھل بھی آپؓ کو ملا جن کا نام مسٹر کوریو تھا جو ایک جرنلسٹ تھے۔ یہ مسلمان ہوئے اور اس کے بعد پھر ایک درجن سے زائد لوگ احمدی مسلمان ہوئے۔ چودھری صاحب کی تبلیغ زیادہ تر لیکچروں کے ذریعہ سے ہوتی تھی۔ آپ اسلام کا پیغام اس طرح پہنچایا کرتے تھے کہ مختلف جگہوں پر کلبوں میں اور سوسائٹیوں میں جا کے تقریر کیا کرتے تھے پھر یہاں قادیان سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو واپس بلا کے قاضی عبداللہ صاحبؓ کو مبلغ بنا کے بھیجا۔ انہوں نے یہاں کچھ عرصہ کام کیا اور یہ قاضی صاحبؓ بھی صحابی تھے اور ان حالات میں جبکہ جنگ شروع ہو چکی تھی یہ بڑا مشکل کام تھا۔ پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی۔ تبلیغ کا کام بہت مشکل تھا لیکن یہ لوگ تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ قاضی صاحب کے زمانے میں مشن کو ایک مستقل جگہ بنانے کی غرض سے سٹار سٹریٹ کا مکان کرائے پر لیا گیا۔ پھر تاریخ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قاضی صاحبؓ کے یہاں ہوتے ہوئے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کو مبلغ کے طور پر بھجوایا۔ انہوں نے 1917ء سے جنوری 1920ء تک یہاں قیام کیا۔ 1919ء میں دوبارہ چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو اور مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو یہاں بھجوایا گیا اور ان دونوں نے بے لوث کام کیا اور احمدیت کی تبلیغ کی۔ 1920ء میں چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ انگلستان میں کوئی زمین خریدیں جہاں مسجد بنائی جائے اور ایک باقاعدہ مشن ہاؤس بنا کے وہاں کام شروع کیا جائے جس کے لیے پھر کوشش ہوئی اور دو ہزار دو سو پاؤنڈ سے اوپر کی رقم سے پٹنی کے علاقے میں یہ جگہ خریدی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو اس وقت آپ ڈلہوزی میں تھے۔ آپ نے وہاں بڑا فنکشن کیا اور پھر وہاں مسجد فضل کے نام سے اس مسجد کا نام بھی معین فرمایا اور اس کے بعد چندے کی تحریک ہوئی تا کہ مسجد کی تعمیر کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم اکٹھی ہو سکے۔ یہ قطعہ زمین ایک یہودی سے حضرت چودھری فتح محمد صاحب سیالؓ نے خریدا تھا۔ جیسا کہ ہمیں پتہ ہے جس میں اب تو نئی تعمیر ہو چکی ہے لیکن اس وقت ایک مکان تھا اور تقریباً ایک ایکڑ کے قریب زمین تھی۔ پھر تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اس مسجد کی مزید کس طرح آگے پیشرفت ہوئی، تعمیر کس طرح ہوئی کہ 1924ء میں نمائش کے دوران بعض معززین کو یہ خیال آیا کہ اس عالمگیر نمائش کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف مذاہب کی بھی نمائش کی جائے اور عیسائی مذہب کو الگ رکھ کر جس کے حالات سے اہل مغرب خود ہی واقف ہیں دوسرے مذاہب کے بارے میں معلومات لی جائیں اور ان کے نمائندوں کو لندن بلا کر ان کے لیکچر دلوائے جائیں۔ اس کے لیے انہوں نے مولوی عبدالرحیم صاحب نیر کو بھی جو اس وقت یہاں مبلغ تھے جماعت احمدیہ کی طرف سے لیکچر دینے کے لیے مدعو کیا۔ مولانا نیر صاحب نے قادیان اطلاع کی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس کو قبول کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں سے کوئی نمائندہ ہم بھیجیں گے جو اسلام کی خوبیاں بیان کرے اور ساتھ ہی آپ نے خود، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک مضمون لکھنا شروع کر دیا جس میں اسلام کی خوبیاں بیان کی گئیں اور حقیقی تعلیم بیان کی گئی اور یہ لیکچر کے لیے بڑی ضخیم کتاب بن گئی جو آپ نے لکھ کے دی جو احمدیت یا حقیقی اسلام کے نام سے اب شائع بھی ہو چکی ہے۔ بہرحال اس کے بعد جماعتی نمائندگان کی شوریٰ بلائی گئی جس میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت عبدالرحیم صاحب دردؓ نے تجویز کی کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح خود وہاں جائیں بجائے اس کے کہ کسی نمائندے کو بھیجا جائے اور چند رفقاء بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ آپ خود انگلستان تشریف لے جائیں گے۔ دمشق اور مصر وغیرہ کے دورے کرتے ہوئے یورپ پہنچیں گے اور اپنے ساتھ چند افراد کو لے کے جائیں گے جن میں چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ بھی شامل تھے۔ یہ دونوں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور چودھری ظفر اللہ خان صاحبؓ یہاں اپنے خرچ پہ آئے تھے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنا خرچ خود دیا تھا۔ بہرحال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ دمشق اور مصر سے ہوتے ہوئے اٹلی اور سوئٹزرلینڈ اور فرانس کے راستے سے انگلستان پہنچے۔ 22 اگست 1924ء کو یہاں پہنچے اور

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کرسکتا
جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پروانہ کرے۔“

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 601)

Courtesy: Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اُس نے ہر ایک کو وہی رستہ دِکھا دیا ۞ جتنے شکوک و شُبہ تھے سب کو مِٹا دیا

افسردگی جو سینوں میں تھی دُور ہو گئی ۞ ظلمت جو تھی دِلوں میں وہ سب نور ہو گئی

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

یہاں بھی ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اس ورود مسعود کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ایک رؤیا پہلے سے دکھلایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے انگلستان کے ایک مقام پر اترے ہیں اور ایک لکڑی کے کُندے پر پاؤں رکھ کر ایک کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کر رہے ہیں کہ آواز آئی: ولیم دی کنکرر( William the Conqueror )۔ گویا انگلستان کی روحانی فتح حضور کے ورود انگلستان کے ساتھ مقدر تھی جواب ظہور میں آئی۔

اخبارات نے حضورؓ کے سفر اور انگلستان پہنچنے کو بڑا نمایاں طور پر شائع کیا اور آپؓ وہاں پہنچ کر پھر لندن وکٹوریہ سٹیشن پر اترے۔ پورٹ سے پھر وہاں وکٹوریہ گئے۔ یہاں آپ اترے۔ یہاں سے آپ اور آپ کی جماعت سینٹ پال کے عظیم الشان اور انگلستان کے سب سے بڑے گرجے کے سامنے پہنچے اور اس کے بعد اس کے سامنے ٹھہر کر آپ نے خدائے ذوالجلال سے اسلام اور توحید کی فتح کی دعا کی اور پھر آپ اپنے قافلے کے ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ آپ کی رہائش کے لیے ایک اچھی جگہ کا پہلے سے ہی انتظام کر لیا گیا تھا۔ جو عمارت کرائے پر لی گئی تھی اس جگہ ایک بڑا گھر تھا۔ مذہبی کانفرنس کے مضمونوں اور پرائیویٹ ملاقاتوں اور پبلک لیکچروں اور اس دوران میں کابل سے یہ خبر بھی ملی تھی کہ نعمت اللہ خان صاحب شہید کو سنگسار بھی کیا گیا تھا۔ تو اس کے واقعات کی وجہ سے جماعت احمدیہ کو کافی شہرت ملی اور کافی اخباروں میں اس کا چرچا ہوا۔ بہرحال ان فنکشنوں کے بعد مسجد کے سنگِ بنیاد رکھنے کی باری آئی اور یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے نہایت شاندار اور پر اثر طریقے سے ہوا۔

مسجد کے بارے میں تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ اگرچہ ولایت میں تبلیغی سلسلہ جاری ہوتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد کے وجود میں لانے کا خیال پیدا ہو گیا تھا کیونکہ وہاں بار بار مکانوں کے بدلنے سے تبلیغ کے اثر کو سخت نقصان پہنچتا تھا کہ بہرحال جماعت کا ایک مرکز ہونا چاہیے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ گھر کرائے پہ لیتے جائیں تو اس کی وہ باقاعدگی نہ رہنے سے اتنا اثر نہیں ہوتا۔ اس لیے آپ کا خیال تھا کہ مرکز بہرحال ہونا چاہیے مگر یہ کام بظاہر مشکل نظر آتا تھا اس کے لیے کوئی عملی تدبیر 1919ء تک پیدا نہیں ہو سکی۔ روپے کی فراہمی اور لندن میں موجود زمین کا ملنا جو کافی ہو اور شرفاء کے محلے میں ہو اور ایسی ہو کہ جس میں قانونی طور پر کوئی شرط اور پابندیاں عائد نہ ہوں اور یہ بات لندن کے مکانات اور قطعات اراضی خریدنے میں اور اس پر حسب منشاء عمارت بنانے میں بڑی سخت روک تھی۔ یہ ساری شرائط بھی پوری ہوں۔ پھر اس کی تعمیر و نگرانی پر سب سے بڑھ کر لوگوں کی توجہ کو اس طرف کھینچنا یہ وہ سب امور تھے جو اس کے راستے میں حائل تھے لیکن خدا نے ہر انتظام بہترین طریق پر اور بہترین صورت میں پورا کر دیا۔ سب سے پہلے روپے کی فراہمی تھی وہ اس طرح ہوئی کہ جنگ کے ختم ہونے کے بعد ایک زمانہ ایسا آیا کہ پاؤنڈ کا نرخ گرنا شروع ہوا۔ جب پاؤنڈ کی قیمت بہت زیادہ گر گئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دل میں اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی تحریک بڑے زور سے پیدا ہوئی اور آپ نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور 6 جنوری 1920ء کو آپ اس خیال کے تحت ظہر کی نماز پڑھا کر واپس جا رہے تھے کہ وہاں اس وقت مسجد میں بعض لیٹ آنے والے نمازی نماز پڑھ رہے تھے جن کی وجہ سے رستہ رکا ہوا تھا تو آپ وہاں رک گئے اور پھر وہیں بیٹھ گئے اور وہاں بیٹھ کر آپ نے ناظر بیت المال کو فرمایا کہ اس وقت چودہ پندرہ ہزار روپیہ قرض لے کر انگلستان بھیج دیا جائے اور آجکل کیونکہ ریٹ گر رہا ہے تو روپیہ تبدیل ہونے سے کافی پاؤنڈ مل جائیں گے۔ ناظر بیت المال نے بھی یہ لکھا۔ لیکن اس کے بعد جب آپؓ گھر تشریف لائے اور اس تحریک کو تحریر میں آخری شکل دی تو پھر آپ نے بجائے چودہ پندرہ ہزار کے تیس ہزار رقم لکھ دی اور پہلے یہ تھا ناں کہ قرض بھیجو آپ نے بجائے قرض کے چندہ کا لفظ لکھ دیا۔ حضورؓ فرماتے تھے کہ گویا خود بخود ہی ایسا ہو گیا۔ یہ تحریک لکھ کر اس روز عصر کے وقت ناظر بیت المال کو دے دی اور آپ نے انہیں فرمایا کہ اس کے لیے مغرب کے بعد لوگوں کو جمع کیا جائے۔ مسجد مبارک میں وہاں گنجائش بہت کم تھی اور اعلان کے لیے وقت بھی تھوڑا تھا مگر پھر بھی حضورؓ کی اس پہلی تحریک پر چھ ہزار چندہ جمع ہو گیا۔ دوسرے دن مستورات میں تحریک فرمائی پھر اس دن عصر کے وقت مردوں کے درمیان مسجد اقصیٰ میں دوبارہ اور بالآخر 9 جنوری 1920ء جمعہ کے دن خطبہ میں عام اعلان کیا۔ اور دس، گیارہ جنوری تک صرف قادیان کا چندہ ہی بارہ ہزار تک پہنچ گیا اور اس غریب جماعت نے، قادیان کے لوگوں نے بڑی قربانی کر کے چندہ اکٹھا کیا۔

حضورؓ نے فرمایا کہ اس غریب جماعت سے اس قدر چندہ کی وصولی خاص تائیدِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل اس وقت چندہ کے ساتھ شامل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ لوگوں کا جوش و خروش دیکھنے کے قابل تھا اور اس کا وہی لوگ ٹھیک اندازہ کر سکتے ہیں جنہوں نے اس کو آنکھوں سے دیکھا ہو۔ سب مرد عورتیں نشہ سے چُور ہو کر، قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو کر چندے دے رہے تھے۔ ایک بچہ غریب اور محنتی آدمی کا بیٹا تھا اس نے کہا میں نے ساڑھے تیرہ روپے جوڑے ہیں۔ اس زمانے میں تو ساڑھے تیرہ روپے کی کچھ نہ کچھ قیمت تھی اور جو ریٹ گرا تھا اس کے مطابق بھی ایک ڈیڑھ پاؤنڈ تو ہو گا ہی۔ بہرحال کہتا ہے ساڑھے تیرہ روپے جوڑے ہیں اور چندہ میں بھجوا رہا ہوں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ پتہ نہیں کن امنگوں کے ماتحت اس بچے نے وہ پیسے جمع کیے ہوں گے لیکن مذہبی جوش نے خدا کی راہ میں ان پیسوں کے ساتھ ان امنگوں کو بھی قربان کر دیا۔

بہرحال اس قربانی میں لوگ بیشمار بڑھتے چلے گئے۔ پھر آپ نے باہر گورداسپور لاہور وغیرہ میں تحریک کی اور خیال تھا کہ تیس ہزار روپیہ ان تین ضلعوں سے پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر آپ نے کہا کہ مجھے ڈر ہوا کہ باقی جماعتوں کو شکوہ نہ ہو تو پھر میں نے اس کو مزید بڑھا دیا اور رقم بھی بڑھا کر ایک لاکھ کر دی تاکہ لوگ ثواب میں شامل ہوں بلکہ ایک شخص نے حضرت مصلح موعودؓ کو یہ لکھا کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے اپنے مقصد میں کامیاب کرے جو میں کوئی بزنس کر رہا ہوں۔ اس کے شکریہ میں مَیں ولایت میں احمدیہ مسجد بنانے پر جس قدر خرچ ہو گا سارا خرچ خود کروں گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کی اجازت تو نہیں دی کیونکہ میں کسی کو بھی محروم نہیں کرنا چاہتا تھا۔ بہرحال یہ رقم اکٹھی ہونا شروع ہوئی، جمع ہوئی اور یہ رقم بینک آف انڈیا کے ذریعہ سے انگلستان بھجوائی گئی جو تین ہزار چار سو اڑسٹھ پاؤنڈ بنتی ہے۔ اندازہ لگا لیں آج کے اپنے حالات کا اور اس وقت کے حالات کا۔ روپوں میں باون ہزار روپیہ بن جاتی تھی۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ رقم جمع ہو گئی پھر بعد میں مزید رقم بھیجی گئی اور اس طرح ان دنوں میں پاؤنڈ کی قیمت بھی دوبارہ گر گئی جس سے تھوڑے روپوں میں، کم روپوں میں زیادہ پاؤنڈ مل گئے۔ پندرہ روپے سے چھ روپے پہ پاؤنڈ آ گیا پھر۔ بہرحال اس مسجد کی تعمیر اور سنگِ بنیاد کا جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے یہاں آنے سے آغاز بھی ہوا۔

19/اکتوبر 1924ء اتوار کے دن اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس وقت تاریخ میں لکھا ہے کہ اٹھارہ اکتوبر 1924ء کے روزاخبار نے لکھا تھا کہ 19 اکتوبر کے موسم کی پیشگوئی یہ تھی کہ موسم عمدہ رہے گا اور سورج نکلے گا مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو غلط ثابت کر دیا اور اپنی ہستی کا ایک کھلا کھلا ثبوت دیا اور صبح سے بارش شروع ہو گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔ بڑا اچھا ہوا ہے۔ ایسی حالت میں جو لوگ آئیں گے افتتاح کے لیے وہ اخلاص سے ہی آئیں گے۔ کل بھی بارش کی پیشگوئی ہے اب دیکھیں پیشگوئی پوری ہوتی ہے کہ نہیں۔ بہرحال آپ نے فرمایا کہ جو لوگ آئیں گے اخلاص سے آئیں گے اور انشاء اللہ یہ تقریب کامیاب ہو گی۔ چھوٹا خیمہ یعنی مارکی لگائی گئی تاکہ مارکی میں بیٹھ کے لوگ پروگرام آرام سے سن سکیں اور دیکھ سکیں۔ مختلف لوگوں کو دعوتی کارڈ بھیجے گئے تھے۔ پارلیمنٹ کے ممبران تھے، لیڈر تھے، سیاستدان تھے، ڈپلومیٹس تھے۔ مختلف قسم کے لوگ شامل تھے۔ تھوڑا وقت تھا اس لیے خیال تھا کہ بہت کم لوگ آئیں گے لیکن پھر بھی بڑی تعداد میں مہمان آ گئے۔ مختلف ملکوں کے نمائندے شامل ہوئے اور یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب ہوئی۔ اس تقریب کے وقت جہاں سنگ بنیاد نصب کرنا تھا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں کھڑے ہوئے اور آپ کے کھڑے ہونے پر حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ نے دو سورتوں کی، اللیل کی اور اعلیٰ کی تلاوت کی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خطاب فرمایا اور آپؓ نے فرمایا کہ آج ہم ایک ایسے کام کے لیے جمع ہوئے ہیں جو اپنی نوعیت میں بالکل نرالا ہے یعنی ایک ایسی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لیے جو محض اس ہستی کو یاد کرنے اور اس کے حضور میں اپنی عبودیت کا اظہار کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے جو سب دنیا کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔

خواہ وہ کسی ملک کے رہنے والے ہوں اور کسی حکومت کے ماتحت بستے ہوں یا کوئی زبان بولتے ہوں وہاں جا کر ایک ہو جاتے ہیں۔ وہ ہستی وہ مرکزی نقطہ ہے جس کے حضور میں کُل انسان بڑے اور چھوٹے، کالے اور گورے، مشرقی اور مغربی کا سوال ہی نہیں رہتا کیونکہ جوں جوں اس کے نزدیک چلا جایا جاتا ہے اختلاف مٹتے جاتے ہیں اور اتحاد بڑھتا جاتا ہے۔ پس جس عمارت کی بنیاد رکھنے کے لیے ہم لوگ آج جمع ہوئے ہیں وہ اتحاد اور اتفاق کا ایک نشان ہے اور اپنے وجود سے ہمیں اس امر کی طرف توجہ دلا رہی ہے کہ ہمارا مبدا اور مرجع ایک ہے۔

پس ہمیں آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑنا اور فساد کرنا نہیں چاہیے۔ اور پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اختلاف تو ہوتے رہتے ہیں اور اختلاف تو دنیا میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اختلاف نہ ہوں یہ تو اچھی بات ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اختلافات رحمت کا نشان ہوتے ہیں۔ نقصان نہیں دیتے۔ لیکن جو بُری چیز ہے وہ عدمِ برداشت ہے۔ اختلاف ہو جائے اور پھر برداشت نہ ہو۔ یعنی اتفاق کی حد سے بڑھی خواہش۔ یعنی ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس سے اتفاق کیا جائے۔ اختلاف نہ ہو صرف اتفاق ہی ہو۔ یہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ اختلافات بھی ترقی کی نشانی ہیں اور اگر یہ چیز انسان میں پیدا ہو جائے تو پھر کامیابیاں بہت قریب ہو جاتی ہیں۔ پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ قوتِ برداشت انسان میں ہونی چاہیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ


**حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:**

جو دَور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے ✿ چلنے لگی نسیم عنایاتِ یار سے

جاڑے کی رُت ظہور سے اس کے پلٹ گئی ✿ عشقِ خدا کی آگ ہر اک دل میں اَٹ گئی

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468



ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”دین اسلام ایک سچائی ہے، اس سچائی کو پھیلانا اور سچ کے ذریعہ سے پھیلانا آج ہمارا کام ہے۔“

(خطبہ جمعہ 1/دسمبر 2017)

طالب دعا : مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

اختلاف تو بُری چیز ہے اگر اختلاف بُری چیز ہے تو پھر برداشت کے کیا معنی ہیں۔ برداشت تو اسی وقت ہوگا جب اختلاف ہوگا۔ برداشت ہوتا ہی اس وقت ہے جب کسی چیز سے اختلاف ہو۔ تب انسان برداشت کرے اور غلط رنگ میں کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

آپؓ نے یہ فرمایا کہ پس جس چیز کی دنیا کو ضرورت ہے وہ برداشت ہے یعنی لوگ اختلافِ عقیدہ اور اختلافِ اصول رکھتے ہوئے پھر آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے ساتھ رہیں۔ بیشک ہر ایک شخص کا حق ہے کہ وہ دوسروں کو اس امر کی طرف بلائے جسے وہ اس کے لیے اچھا سمجھتا ہے کیونکہ بغیر تبلیغ کے علوم کی ترقی نہیں ہوسکتی مگر جس چیز کا کسی کو حق نہیں وہ یہ ہے کہ دوسرے کے دل کے بدلنے سے پہلے اس کی زبان اور اس کے اعمال کو بدلنا چاہے یا بعض امور میں اس سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے اس کو تکلیف دینے کی کوشش کرے۔ زبردستی کرنی، زبان اور اعمال کو بدلنا یہ چیز غلط ہے۔ دل بدلنا چاہیے۔ اگر زبردستی کی ہے تو یہ غلط ہے۔ پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ مسجد اس قسم کی روح پیدا کرنے کے لیے بنائی جاتی ہے اور اسلام نے مسجد کا نام بیت اللہ رکھا ہے یعنی ایسا گھر جس میں انسان کا حق نہیں کہ وہ آپس کے اختلاف کی وجہ سے اس سے کسی کو نکال سکے یا کسی کو تکلیف دے سکے کیونکہ یہ اس کا گھر نہیں بلکہ خدا کا گھر ہے۔ لیکن پاکستانی ملّاں آجکل یہ سمجھتا ہے کہ یہ ہماری مرضی ہے ہم جو مرضی کہیں اور احمدیوں پر مسجدوں میں جانا بھی تنگ کیا گیا ہے۔ بہرحال آپ نے فرمایا کسی انسان کا گھر نہیں ہے یہ خدا کا گھر ہے جو اسی طرح اس کے دشمن کا خدا ہے جس طرح اس کا خدا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ (البقرہ:115) یعنی اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائے جانے والے گھر سے لوگوں کو روکے اور اس کی عبادت نہ کرنے دے۔

یہ ظلم آجکل پاکستانی ملاں اسلام کے نام پہ کر رہا ہے۔ بہرحال آپؓ نے فرمایا کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ یمن کے مسیحیوں کا ایک وفد حاضر ہوا۔ آپؐ سے باتیں کر رہا تھا کہ نماز کا وقت آ گیا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ باہر جا کر نماز پڑھ لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باہر جا کر نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری مسجد میں نماز پڑھ لو۔

قرآن کریم کے حکم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے یہ ثابت ہے کہ اسلامی مساجد کا دروازہ ہر اس شخص کے لیے کھلا ہے جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنی چاہے اور اسلامی مساجد مختلف مذاہب کے لوگوں کو متحد کرنے کا نقطۂ مرکزی ہیں۔ اور پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اس روح کے ساتھ اور انہی جذبات کے ساتھ جو بیان کیے ہیں ہم نے یعنی جماعت احمدیہ نے اس مسجد کی تعمیر کا ارادہ کیا ہے اور اس کا میں افتتاح کر رہا ہوں اور آج اس سے پہلے کہ مَیں اس کا سنگ بنیاد رکھوں اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ مسجد صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے بنائی جاتی ہے تا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی محبت قائم ہو اور لوگ مذہب کی طرف جس کے بغیر حقیقی امن اور حقیقی ترقی نہیں متوجہ ہوں۔ اور ہم کسی شخص کو جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنا چاہتا ہے ہرگز اس میں عبادت کرنے سے نہیں روکیں گے بشرطیکہ وہ ان قواعد کی پابندی کرے جو اس کے منتظم انتظام کے لیے مقرر کریں اور بشرطیکہ وہ ان لوگوں کی عبادت میں مخل نہ ہوں جو اپنی مذہبی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس مسجد کو بناتے ہیں اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ رواداری کی روح ہے جو اس مسجد کے ذریعے سے پیدا کی جائے گی دنیا سے فتنہ وفساد دور کرنے اور امن وامان کے قیام میں مدد دے گی اور وہ دن جلد آئیں گے جب لوگ جنگ وجدال کو ترک کر کے محبت اور پیار سے آپس میں رہیں گے اور سب دنیا اس امر کو محسوس کرے گی کہ جب سب بنی نوع انسان کا خالق ایک ہی ہے تو ان کو آپس میں بھائیوں اور بہنوں سے بھی زیادہ محبت اور پیار سے رہنا چاہیے اور بجائے ایک دوسرے کی ترقی میں روک بننے کے ایک دوسرے کو ترقی کرنے میں مدد دینی چاہیے کیونکہ جس طرح باپ کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کے بچے آپس میں لڑتے رہیں اسی طرح خدا تعالیٰ بھی کبھی پسند نہیں کرتا کہ اس کی مخلوق آپس کے جنگ وجدال میں مشغول رہے۔

پھر آپؓ نے فرمایا ایک خدا تعالیٰ سے دُوری کی وجہ سے آپس میں جنگیں ہوتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانئ جماعت احمدیہ کو اسی غرض کے لیے بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دوری کی وجہ سے جنگیں ہوتی ہیں اور سب کو اکٹھا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کریں اور باہمی اختلافات کو دور کریں اور آپس میں اتحاد اور محبت پیدا کریں۔ پس جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان تمام نسلی جنگوں اور سیاسی جنگوں کو مٹانے میں کوشاں رہے گی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہر ملک کے مختلف مذاہب کے جو نیک دل لوگ ہیں ان کوششوں میں اس کے مددگار ہوں گے کہ امن قائم کیا جائے اور اس کے آثار بھی آپ نے فرمایا نظر آ رہے ہیں جیسا کہ اس وقت (وہاں مختلف لوگ آئے ہوئے تھے) آپ نے فرمایا کہ مختلف اقوام کے معزز لوگ آج اس اجتماع میں ہیں اس سے ظاہر ہے کہ ہم اکٹھے ہو رہے ہیں اور آج سو سال بعد اس زمانے میں بھی ہم نے یہی دیکھا ہے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سارے لوگ، مختلف قوموں کے لوگ، مختلف مذاہب کے لوگ جب آتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے پلیٹ فارم پر ہم سب ایک ہو جاتے ہیں۔

اس مسجد میں جیسا کہ آپ نے جو یہاں مسجد میں جانے والے ہیں، مسجد فضل کے نماز پڑھنے والے جو ہیں انہوں نے دیکھا بھی ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک تختی بھی نصب کی تھی جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ میں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ جس کا مرکز قادیان پنجاب ہندوستان ہے خدا کی رضا کے حصول کے لیے اور اس غرض سے کہ خدا کا ذکر انگلستان میں بلند ہو اور انگلستان کے لوگ بھی اس برکت سے حصہ پاویں جو ہمیں ملی ہے آج بیس ربیع الاول 1343ھ کو اس مسجد کی بنیاد رکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کی اس مخلصانہ کوشش کو قبول فرمائے اور اس مسجد کی آبادی کے سامان پیدا کرے اور ہمیشہ کے لیے اس مسجد کو نیکی، تقویٰ، انصاف اور محبت کے خیالات کے پھیلانے کا مرکز بنائے اور یہ جگہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت احمد مسیح موعود نبی اللہ بروز اور نائب محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانی کرنوں کو اس ملک اور دوسرے ملکوں میں پھیلانے کے لیے روحانی سورج کا کام دے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ 19/اکتوبر 1924ء

یہ تمام تحریر لکھی ہوئی ہے۔ آپ پڑھ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دعاؤں کے ساتھ اس مسجد فضل کی بنیاد رکھی گئی اور مختلف اخباروں نے اس کی بہت زیادہ اشاعت کی اور حضرت مصلح موعودؓ کی تقریر کے مختلف حوالے اپنے اخباروں میں شائع کیے اور جماعت کے کام کو بڑا سراہا۔ میں نے جو بعض باتیں بیان کی ہیں وہ آپ کی تقریر میں سے مختصر خلاصہ بیان کیا ہے۔ تفصیل کافی ہے۔ بہرحال جنہوں نے پڑھنا ہے وہ اصل سے پڑھ سکتے ہیں۔

آخر یہ مسجد تعمیر ہوئی اور دو سال کے بعد 1926ء میں اس کا افتتاح ہوا۔ اس کا افتتاح کرنے تو شاہ فیصل نے آنا تھا جو کہ (اس وقت) شہزادہ فیصل تھے، ان کے والد نے کہا تھا جائیں اور ان کو آنے کی اجازت مل گئی تھی لیکن پھر مسلمانوں کے ردّعمل کی وجہ سے بادشاہ نے ان کو روک دیا اور پھر شیخ عبدالقادر صاحب نے اس کا افتتاح کیا اور انہوں نے بڑے واضح الفاظ میں بتایا کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن باوجود اس کے ہم اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اس لیے ہمیں اختلافات سے بالا ہو کر ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ بہرحال یہ ان کا حوصلہ اور کھلا دل ہے جس کا انہوں نے اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس کی جزا دے۔ (ماخوذ از تواریخ مسجد فضل لندن صفحہ 9 تا 14، 18 تا 35، 45 تا 48، 52، 78 مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان) (ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 377، 406) (https://shahjahanmosque.org.uk/the-mosque/history/explore/)

بہرحال یہ تھی مختصر تاریخ جو مسجد فضل کی تھی اور یہی اس مسجد کے بنانے کی وجہ تھی کہ مغرب میں اشاعتِ اسلام ہو۔ پس آج ہم جیسا کہ میں نے بتایا تھا کہ سو سال پورا ہونے پر تقریب منعقد کر رہے ہیں تو یہ تقریب کوئی دنیاوی مقصد کے لیے نہیں ہے بلکہ جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشادات اور باتوں سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے اور باتوں سے میں نے بتایا ہے کہ یہ مسجد تو وہ جگہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے لوگ اکٹھے ہوں اور خدائے واحد کی عبادت کریں اور آپس میں ایک دوسرے کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ اپنی روحانی اصلاح بھی کریں اور اپنے اعلیٰ اخلاق کو بھی بلند کریں۔ اس زمانے میں جبکہ لوگ خدا کو بھول رہے ہیں مسجد کی اہمیت بہت زیادہ ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے اور اسی سے ہم دور جا رہے ہیں۔ پس آج ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ عبادت کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اپنے ماحول میں بھی اپنے اردگرد کے لوگوں کو بھی اپنی نسلوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ حقیقی زندگی اور ہماری بقا اسی میں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اس کے حکموں پر چلنے والے ہوں تبھی ہم دنیا کو امن اور صلح اور آشتی کے ساتھ کامیابی سے چلا سکتے ہیں اور اس میں زندگی گزار سکتے ہیں ورنہ یہاں فسادوں اور جھگڑوں کے علاوہ کچھ نہیں جس کے نظارے ہم آجکل دیکھ رہے ہیں۔ پس اس مقصد کو ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لیے پسند کرو۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ مایحب لنفسہٖ حدیث 13)

تو اس تعلیم کی رو سے ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ اس تبلیغ کو، اس پیغام کو جو اسلام کا پیار اور محبت اور امن سے رہنے کا پیغام ہے، صلح اور آشتی کا پیغام ہے دنیا کو بتائیں اور آشنا کریں اور پھیلائیں کہ یہی انسان کی بقا کا ضامن ہے اس کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ورنہ آئندہ نسلیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں گرتی چلی جائیں گی اور ان جنگوں کی وجہ سے کوئی بعید نہیں کہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپاہج اور لنگڑی اور لُولی پیدا ہوں۔ پس اس لحاظ سے بھی لوگوں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ اس مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور ہر مسجد کے حق کو پورا کرنے والے ہوں۔

صرف یہی مسجد نہیں بلکہ ہر احمدی کو ہر جگہ ہر مسجد کو آباد کرنے اور اس کے حق کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تا کہ وہ اپنی عبادتوں کے حق کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچانے کے حق کو پورا کرنے والے ہوں اور تبلیغ اسلام کا حق ادا کرنے والے ہوں اور حقیقی معنوں میں وہ مسلمان بن جائیں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اس زمانے میں آپ کے غلام صادق کو بھیجا تا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور دوبارہ شروع ہو اور دنیا میں اسلام اور خدائے واحد کی حکومت قائم ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (الفضل انٹرنیشنل ۸ رنومبر ۲۰۲۴ء، صفحہ ۲ تا ۶)

# سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(ازحضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(بقیہ)

### ❁ کیاامارت کا حق صرف قریش کے ساتھ مخصوص ہے؟

یہ وہ مختصر ڈھانچہ حکومت کے طریق کا ہے جو اسلام نے پیش کیا ہے اور ہر عقل منداور غیر متعصب شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک بہترین ہدایت ہے جو اس معاملہ میں دی جاسکتی تھی کیونکہ اصول سیاست کے لحاظ سے کامل ہونے کے علاوہ یہ تعلیم ایک ایسا جامع رنگ رکھتی ہے کہ تفاصیل کے مناسب اختلاف کے ساتھ وہ ہر زمانہ اور ہر قوم کے لئے ایک شمع ہدایت کا کام دے سکتی ہے اور اس زمانہ کے ترقی یافتہ مغربی ممالک کے سیاست دان بھی ابھی تک اصول سیاست میں اس سے بہتر طریق دنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکے۔ظاہر ہے کہ سیاست کے بنیادی اصول چار ہیں۔اوّل یہ کہ امیر یعنی صدر حکومت کا تقرر کس اصول پر مبنی ہو۔آیا ورثہ کے حق کی بنا پر یا کسی خاندانی حق کی بنا پر یا بعض خاص لوگوں کی رائے سے یا جمہور اور عامة الناس کے مشورہ کے ساتھ۔دوسرے یہ کہ جب کوئی شخص امارت کے عہدہ پر قائم ہوجاوے تو اس کا طریق حکومت کیا ہونا چاہئے آیا خود مختارانہ اور استبدادی یا کسی قانون کے ماتحت اور لوگوں کی رائے اور مشورہ کے ساتھ۔تیسرے یہ کہ لوگوں کا امیر کے متعلق کیا رویہ ہو۔آیا وہ اس کے ساتھ انتہائی حد تک تعاون اور اطاعت کا طریق اختیار کریں یا کہ ہر بات پر جو ان کی مرضی کے خلاف ہو بگڑیں اور اس کے رستے میں روکیں ڈالیں اور بزعم خود جب بھی اپنے حقوق خطرہ میں دیکھیں یا امیر کا کوئی کام قابل اعتراض سمجھیں تو شور کرتے ہوئے اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔چوتھے یہ کہ اگر واقعی امیر کا رویہ صریح طور پر ناجائز اور قابل اعتراض ہو اور وہ اپنے اس رویہ میں ناقابل برداشت انتہاء کو پہنچ جاوے اور اسے اپنے ظالمانہ طریق پر اصرار ہو تو پھر اس کے متعلق کیا طریق اختیار کیا جاوے۔ان چاروں اصولی مسائل میں اسلام نے وہ تعلیم پیش کی ہے جو بہترین سیاست کی جان ہے اور اس میں بنی نوع انسان کی بہبودی اور دنیا کے امن وامان کے لئے ایک ایسی بنیاد قائم کر دی گئی ہے جس پر قائم رہتے ہوئے اول تو حاکم ومحکوم کے تعلقات بگڑ ہی نہیں سکتے اور کبھی بگڑیں بھی تو ان کے خطرناک اور ضرر رساں نتائج سے ملک محفوظ رہتا ہے اور یہ تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس وقت دی جبکہ دنیا میں بیشتر طور پر نسلی اور استبدادی حکومت کا دور دورہ تھا اور اکثر ممالک نیابتی اور مشورہ کی حکومت کے خیال تک سے نا آشنا تھے۔

### ❁ غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات

اس نوٹ کو ختم کرنے سے قبل اس تعلیم کا ذکر کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا جو اسلام نے غیر مسلم حکومتوں یا اسلامی حکومت کے اندر کی غیر مسلم رعایا کے ساتھ معاملہ کرنے کے بارے میں دی ہے۔سو اس معاملہ میں اسلام سب سے پہلے تو یہ اصول بیان کرتا ہے کہ عدل وانصاف کا معیار سب قوموں کے ساتھ ایک سا ہونا چاہئے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے اپنوں کے ساتھ تو عدل وانصاف کا معاملہ کیا جاوے اور جب دوسروں کا سوال ہو تو اس اصول کو بھلا دیا جاوے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟ قَوَّٰمِينَ لِلَّهِ شُهَدَآءَ بِٱلْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَـَٔانُ قَوْمٍ عَلَىٰٓ أَلَّا تَعْدِلُوا۟ ۚ ٱعْدِلُوا۟ هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

یعنی ”اے مسلمانو! تم خدا کی خاطر دنیا میں نیکی اور عدل کے قائم کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور چاہئے کہ کسی قوم کی مخالفت تمہیں عدل وانصاف کے رستے سے نہ ہٹائے بلکہ تم سب کے ساتھ عدل کا معاملہ کرو کیونکہ یہی طریق تقویٰ کا تقاضا ہے۔پس تم متقی بنو اور یاد رکھو کہ خدا تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔“

یہ آیت غیر حکومتوں اور غیر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات کے لئے بطور ایک بنیادی پتھر کے ہے کیونکہ اس میں وہ اصل الاصول بتایا گیا ہے جس پر بین الاقوام اور بین الدول تعلقات قائم ہونے چاہئیں اور غور کیا جائے تو یہ اصول ایسا زرّیں ہے کہ اگر فریقین کی طرف سے اس پر پورا پورا عمل ہو تو نہ صرف یہ کہ بین الاقوام تعلقات کبھی بگڑ نہیں سکتے بلکہ وہ ایسی خوشگوار صورت میں قائم رہ سکتے ہیں کہ جس میں بگڑنے کا کوئی امکان ہی نہ ہو۔مگر افسوس کہ اکثر لوگ دوسروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے اس اصول کو عملاً نظر انداز کر دیتے ہیں۔

اس جامع ومانع اصول کے بعد اسلام معاہدہ کے سوال کو لیتا ہے کیونکہ بین الاقوام تعلقات میں یہی سوال سب سے زیادہ اہم ہے۔چنانچہ فرماتا ہے: وَأَوْفُوا۟ بِٱلْعَهْدِ ۖ إِنَّ ٱلْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔولًا یعنی ”اے مسلمانو! تم اپنے تمام عہدوں کو پورا کرو کیونکہ خدا کے حضور تمہیں اپنے عہدوں کے متعلق جواب دِہ ہونا پڑے گا۔“اس حکم کے ماتحت مسلمانوں کا یہ فرض قرار دیا گیا ہے کہ وہ اپنے معاہدات کو نہایت وفاداری اور دیانت کے ساتھ نبھائیں اور کسی ایسے فعل کے مرتکب نہ ہوں جو ان کے عہد وپیمان کی روح یا الفاظ کے خلاف ہو۔

اسلام میں معاہدہ کی پابندی کا اس قدر تاکیدی حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی مسلمان قوم کا کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ معاہدہ ہو اور پھر اس غیر مسلم قوم کے خلاف کوئی دوسری مسلمان قوم اس مسلمان قوم کو اپنی مدد کے لئے بلائے تو اسے چاہئے کہ ہرگز اس کی مدد نہ کرے بلکہ بہرحال اپنے عہد پر قائم رہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَلَمْ يُهَاجِرُوا۟ مَا لَكُم مِّن وَلَٰيَتِهِم مِّن شَىْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا۟ ۚ وَإِنِ ٱسْتَنصَرُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ فَعَلَيْكُمُ ٱلنَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَٰقٌ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ یعنی ”جو لوگ مسلمان تو ہو گئے ہیں مگر وہ ہجرت کر کے اسلامی حکومت میں منسلک نہیں ہوئے ان کے متعلق اے مسلمانو تم پر کوئی خاص ذمہ واری نہیں ہے یہاں تک کہ وہ ہجرت کر کے تمہارے ساتھ ایک نہ ہو جائیں۔ ہاں اگر ایسے مسلمان تم سے کسی دینی معاملہ میں مدد مانگیں تو تمہارا فرض ہے کہ ان کی مدد کرو۔لیکن اگر وہ کسی ایسی غیر مسلم قوم کے خلاف تم سے مدد مانگیں جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے تو پھر تم ہرگز ان کی مدد نہ کرو اور بہرحال اپنے عہد پر قائم رہو اور جانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔“ کیا اس سے بڑھ کر ایفائے عہد اور عدل وانصاف کی کوئی تعلیم ہوگی؟

اسلامی حکومت کی غیر مسلم رعایا کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

یعنی ”جو مسلمان کسی ایسے غیر مسلم کے قتل کا مرتکب ہوگا جو کسی (لفظی یا عملی) معاہدہ کے نتیجہ میں اسلامی حکومت میں داخل ہو چکا ہے وہ (علاوہ اس دنیا کی سزا کے) قیامت میں جنت کی ہوا سے محروم رہے گا۔“

پھر فرماتے ہیں:

مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا أَوِ انْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيبِ نَفْسِهِ فَأَنَا حَجِيجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ یعنی ”جو مسلمان کسی ایسے غیر مسلم پر جس کے ساتھ اسلامی حکومت کا معاہدہ ہے کوئی ظلم کرے گا یا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچائے گا یا اس پر کوئی ایسی ذمہ داری یا ایسا کام ڈالے گا جو اس کی طاقت سے باہر ہے یا اس سے کوئی چیز بغیر اس کی دلی خوشی اور رضامندی کے لے گا تو اے مسلمانو سن لو کہ میں قیامت کے دن اس غیر مسلم کی طرف سے ہو کر اس مسلمان کے خلاف خدا سے انصاف چاہوں گا۔“

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام صرف منفی قسم کے سلوک تک اپنے آپ کو محدود نہیں رکھتا یعنی وہ صرف یہ نہیں کہتا کہ کسی غیر مسلم کی حق تلفی نہ کرو اور بس بلکہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ نیکی اور احسان کا بھی حکم دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَّا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوٓا۟ إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ○ یعنی ”اے مسلمانو! خدا نے جو تمہیں ان ظالم کافروں کے ساتھ دوستی لگانے سے منع فرمایا ہے جو تمہارے دین کو مٹانے کے لئے تمہارے ساتھ لڑ رہے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم ان غیر مسلموں کے ساتھ جو تمہارے دین کو جبراً مٹانے کے درپے نہیں اور تم پر ظلم نہیں کرتے، تعلق نہ رکھو بلکہ تمہیں چاہئے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ نیکی اور عدل واحسان کا معاملہ کرو کیونکہ عدل واحسان کرنے والوں کو خدا پسند کرتا ہے۔“

(سیرت خاتم النبیین، صفحہ 647 تا 650، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

**ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس**

”یہ بات ہمیشہ ایک مومن کو اپنے سامنے رکھنی چاہئے کہ دنیاوی چیزوں کی محبت ایسی نہ ہو جو خدا تعالیٰ کو بھلا دے۔“

(خطبہ جمعہ 8/دسمبر 2017)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھائی پوٹا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

SK.KHALID AHMED
Mob.9861288807
M/S. H.M. GLASS HOUSE
Deals in : Glass, Fibres, Glas Channel & all type of feetings
CHHAPULIA BY-PASS, BHADRAK ODISHA- 756100
طالب دعا : شیخ خالد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

# غزوۂ احزاب کے دوران کھانے میں برکت کے واقعات، خندق کی کھدائی کے دوران منافقوں اور مومنوں کی حالت، آنحضرت ﷺ کی لڑائی کی تیاری، مسلمانوں کی تعداد، مشرکین کے مدینہ پہنچنے اور اس کے بعد کے حالات نیز بنوقریظہ کی غداری کا بیان

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 20 ستمبر 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** غزوہ خندق کے دوران کھجوروں میں برکت کے واقعہ کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: غزوہ خندق میں کھجوروں میں برکت کا بھی واقعہ ملتا ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ غزوہ خندق کے موقع کی ایک روایت ہے۔ حضرت بشیر بن سعدؓ کی بیٹی بیان کرتی ہیں کہ میری ماں عَمرَہ بنت رَوَاحَہ نے میرے کپڑوں میں تھوڑی سی کھجوریں دے کر کہا کہ بیٹی! یہ اپنے باپ اور ماموں کو دے آؤ اور کہنا یہ تمہارا صبح کا کھانا ہے۔ وہ کہتی ہیں مَیں ان کھجوروں کو لے کر چلی اور اپنے والد اور ماموں کو ڈھونڈتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکی! یہ تیرے پاس کیا چیز ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ کھجوریں ہیں۔ میری ماں نے میرے والد بشیر بن سعد اور میرے ماموں عبداللہ بن رواحہ کے لیے بھیجی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ لاؤ مجھے دے دو۔ میں نے وہ کھجوریں آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں رکھ دیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان کھجوروں کو ایک کپڑے پر ڈال دیا اور پھر ان کو ایک اور کپڑے سے ڈھانپ دیا اور ایک شخص سے فرمایا کہ لوگوں کو کھانے کے لیے بلا لو۔ چنانچہ تمام خندق کھودنے والے جمع ہو گئے اور ان کھجوروں کو کھانے لگے اور وہ کھجوریں زیادہ ہوتی گئیں یہاں تک کہ جب سب کھا چکے تو کھجوریں کپڑے کے کنارے سے نیچے گر رہی تھیں۔

**سوال:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سالک کے مقام کی کیا تشریح فرمائی؟

**جواب:** حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلامؑ فرماتے ہیں: اس درجہ لقا میں بعض اوقات انسان سے ایسے امور صادر ہوتے ہیں کہ جو بشریت کی طاقتوں سے بڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اور الٰہی طاقت کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ سیّد الرسل حضرت خاتم الانبیاء ﷺ نے جنگ بدر میں ایک سنگریزوں کی مٹھی کفار پر چلائی اور وہ مٹھی کسی دعا کے ذریعہ سے نہیں بلکہ خود اپنی روحانی طاقت سے چلائی مگر اس مٹھی نے خدائی طاقت دکھلائی اور مخالف کی فوج پر ایسا خارق عادت اس کا اثر پڑا کہ کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جس کی آنکھ پر اس کا اثر نہ پہنچا ہو اور وہ سب اندھوں کی طرح ہو گئے اور ایسی سراسیمگی اور پریشانی ان میں پیدا ہو گئی کہ مدہوشوں کی طرح بھاگنا شروع کیا...... اور اس قسم کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو صرف ذاتی اقتدار کے طور پر آنحضرت ﷺ نے دکھلائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی۔ کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دے کر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر اس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کیے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقت الٰہی مخلوط تھی۔

**سوال:** خندق کی کھدائی کے دوران منافقوں اور مومنوں کی کیا حالت بیان ہوئی ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: خندق کی کھدائی کے دوران منافقوں اور مومنوں کی حالت کا بیان بھی ہوا ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ کئی منافقین نے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے کام میں شرکت سے سستی کی اور وہ تھوڑا سا کام کرتے اور رسول اللہ ﷺ کو بتائے بغیر اور اجازت لیے بغیر گھر کھسک جاتے اور مسلمانوں میں سے کسی کو جب کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کرتے اور جانے کی اجازت طلب کرتے۔ یہ مومنوں کی حالت تھی۔ منافقین بغیر پوچھے چلے جاتے تھے۔ مومن پوچھ کے جاتے تھے تو رسول اللہ ﷺ مومنین کو اجازت دیتے تھے۔ اور وہ جیسے ہی حاجت پوری کر لیتے تو واپس آ جاتے۔

**سوال:** رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کی تیاری کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی لڑائی کی تیاری کی مزید تفصیل بھی بیان ہوئی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ روایات کے مطابق ابوسفیان کے لشکر کی آمد سے تین دن قبل خندق تیار ہو چکی تھی۔ اب منصوبے کے مطابق خندق میں کام کرنے والے بچوں اور نوجوانوں کو بھی ان قلعوں کی طرف بھیج دیا گیا جہاں عورتوں کو حفاظت کی غرض سے منتقل کیا گیا تھا۔ البتہ جن کی عمر پندرہ سال تھی ان کو اجازت دی گئی کہ چاہیں تو یہاں رہیں چاہیں تو واپس قلعوں میں چلے جائیں۔ ایسے جن نوجوانوں کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت دی گئی ان میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابوسعید خُدریؓ اور حضرت بَراء بن عازِبؓ شامل تھے۔

**سوال:** مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں مؤرخین کافی مختلف روایات بیان کرتے ہیں۔ کسی کے نزدیک یہ تعداد نو سو سے زائد نہیں تھی اور کسی کے نزدیک سات سو تھی۔ کسی کے نزدیک دو ہزار اور کسی کے نزدیک تین ہزار تھی۔

**سوال:** حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اِس موقع پر مسلمانوں کے لشکر کی تعداد کے بارہ میں مؤرخین میں سخت اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس لشکر کی تعداد تین ہزار لکھی ہے بعض نے بارہ تیرہ سو اور بعض نے سات سو۔ یہ اتنا بڑا اختلاف ہے کہ اس کی تاویل بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہے اور مؤرخین اسے حل نہیں کر سکے۔ لیکن مَیں نے اس کی حقیقت کو پا لیا ہے اور وہ یہ کہ تینوں قسم کی روایتیں درست ہیں۔

**سوال:** حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بنوقریظہ کی غداری کے ضمن میں کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بنوقریظہ کی غداری کے ضمن میں فرماتے ہیں: ابوسفیان نے یہ چال چلی کہ قبیلہ بنونضیر کے یہودی رئیس حُیَی بن اخطب کو یہ ہدایت دی کہ وہ رات کی تاریکی کے پردے میں بنوقریظہ کے قلعہ کی طرف جاوے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے ساتھ مل کر بنوقریظہ کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ حُیَی بن اخطب موقعہ لگا کر کعب کے مکان پر پہنچا۔ شروع شروع میں تو کعب نے اس کی بات سننے سے انکار کیا اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ہمارے عہد و پیمان ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ہمیشہ اپنے عہد و پیمان کو وفاداری کے ساتھ نبھایا ہے اس لیے میں اس سے غداری نہیں کر سکتا۔ مگر حُیَی نے اسے ایسے سبز باغ دکھائے اور اسلام کی عنقریب تباہی کا ایسا یقین دلایا اور اپنے اس عہد کو کہ جب تک ہم اسلام کو مٹا نہ لیں گے مدینہ سے واپس نہیں جائیں گے اس شدومد سے بیان کیا کہ بالآخر وہ راضی ہو گیا۔ اور اس طرح بنوقریظہ کی طاقت کا وزن بھی اس پلڑے کے وزن میں آ کر شامل ہو گیا جو پہلے سے ہی بہت جھکا ہوا تھا۔ یعنی ان کافروں کی تعداد تو پہلے ہی بہت زیادہ تھی ان میں ایک اور وزن ان یہودیوں کی عہد شکنی کا پڑ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بنوقریظہ کی اس خطرناک غداری کا علم ہوا تو آپ نے پہلے تو دو تین دفعہ خفیہ خفیہ زُبیر بن العَوَّامؓ کو دریافت حالات کے لیے بھیجا۔ اور پھر باضابطہ طور پر قبیلہ اوس وخزرج کے رئیس سَعد بن مُعاذؓ اور سَعد بن عُبادہؓ اور بعض دوسرے بااثر صحابہ کو ایک وفد کے طور پر بنوقریظہ کی طرف روانہ فرمایا اور ان کو یہ تاکید فرمائی کہ اگر کوئی تشویشناک خبر ہو تو واپس آ کر اس کا برملا اظہار نہ کریں بلکہ اشارہ کنایہ سے کام لیں تاکہ لوگوں میں تشویش نہ پیدا ہو۔ جب یہ لوگ بنوقریظہ کے مساکن میں پہنچے اور ان کے رئیس کعب بن اسد کے پاس گئے تو وہ بدبخت ان کو نہایت مغرورانہ انداز سے ملا اور سعدینؓ کی طرف سے معاہدہ کا ذکر ہونے پر وہ اور اس کے قبیلہ کے لوگ بگڑ کر بولے کہ جاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ہمارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ سن کر صحابہ کا یہ وفد وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مناسب طریق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالات سے اطلاع دی۔

❁❁❁

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا

اے ایمان والوں بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو،

کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 26 مئی 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے کسی ناراضگی یا کسی غلط فہمی یا بدظنی کی وجہ سے کیا کرتے ہیں؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے کسی ناراضگی یا کسی غلط فہمی یا بدظنی کی وجہ سے اس حد تک اپنے دلوں میں کینے پالنے لگ جاتے ہیں کہ دوسرے شخص کا مقام اَوروں کی نظر میں گرانے کے لئے، معاشرے میں انہیں ذلیل کرنے کے لئے، رسوا کرنے کے لئے۔ ان کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے پھر اس کی تشہیر شروع کر دیتے ہیں اور اس بات سے بھی دریغ نہیں کرتے کہ یہ من گھڑت اور جھوٹی باتیں مجھے پہنچائیں تاکہ اگر کوئی کارکن یا اچھا کام کرنے والا ہے تو اس کو میری نظروں میں گرا سکیں۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ بڑے اعتماد سے بعض لوگوں کے نام گواہوں کے طور پر بھی پیش کر دیتے ہیں اور جب ان گواہوں سے پوچھو، گواہی لو، تحقیق کرو تو پتہ چلتا ہے کہ گواہ بیچارے کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں جس کی گواہی ڈلوانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ اور پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مجبور کیا جاتا ہے کہ مَیں ان جھوٹی باتوں پر یقین کر کے جس کے خلاف شکایت کی گئی ہے ضرور اسے سزا بھی دوں۔ گویا یہ شکایت نہیں ہوتی ایک طرح کا حکم ہوتا ہے۔

**سوال:** حضور انور کے پاس جو شکایات آتی ہیں اس کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: بہت سی شکایات درست بھی ہوتی ہیں لیکن اکثر جو ذاتی نوعیت کی شکایات ہوتی ہیں وہ اس بات پر زور دیتے ہوئے آتی ہیں کہ فلاں شخص مجرم ہے اور اس کو فوری پکڑیں۔ ان باتوں پر مَیں خود بھی کھٹکتا ہوں کہ یہ شکایت کرنے والے خود ہی کہیں غلطی کرنے والے تو نہیں، اس کے پیچھے دوسرے شخص کے خلاف کہیں حسد تو کام نہیں کر رہا۔ اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ حسد کی وجہ سے یہ کوشش کی جا رہی ہوتی ہے کہ دوسرے کو نقصان پہنچایا جائے۔ یہ حسد بھی اکثر احساس کمتری کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس خیال کے دل میں نہ رکھنے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ خدا جھوٹے اور حاسد کی مدد نہیں کرتا۔ اور حسد کی وجہ سے یا بدظنی کی وجہ سے دوسرے پر الزام لگانے میں بعض لوگ اس حد تک گر جاتے ہیں کہ اپنی عزت کا بھی خیال نہیں رکھتے۔

**سوال:** ہم اپنے احمدی معاشرے کو کس طرح پاک وصاف بنا سکتے ہیں؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ہمارے احمدی معاشرہ

میں ہر سطح پر یہ کوشش ہونی چاہئے کہ احمدی نسل میں پاک اور صاف سوچ پیدا کی جائے۔ اس لئے ہر سطح پر جماعتی نظام کو بھی اور ذیلی تنظیموں کے نظام کو بھی یہ کوشش کرنی چاہئے کہ خاص طور پر یہ برائیاں، حسد ہے، بدگمانی ہے، بدظنی ہے، دوسرے پر عیب لگانا ہے اور جھوٹ ہے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے کوشش کی جائے، ایک مہم چلائی جائے۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ نے ہمیں فَذَكِّرْ کا حکم کیوں دیا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: انسان کی فطرت ہے کہ اگر بار بار یاددہانی نہ کرائی جائے تو بھول جاتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں فَذَكِّرْ کا حکم دیا ہے۔ اس یاددہانی سے جگالی کرنے کا بھی موقع ملتا رہتا ہے اور بہت سے ایسے ہیں جن کو اگر اصلاح کے لئے ذرا سی توجہ دلا دی جائے تو اصلاح کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ ان کو صرف ہلکی سی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

**سوال:** حضور انور نے حسد کے بارے میں کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر دیتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو اور گھاس کو بھسم کر دیتی ہے۔

**سوال:** اللہ کا خوف رکھنے والے اور حقیقت میں نیک بندوں کا کیا ردعمل ہوتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اگر انسان کے دل میں خدا کا خوف ہو تو وہ یہ دعویٰ کر ہی نہیں سکتا کہ میرے اندر بڑی نیکی ہے اور یہ کہ یہ نیکی ہمیشہ میرے اندر قائم بھی رہنی ہے۔ پس اگر کسی سے کوئی نیکی کی بات ہوتی ہے تو اللہ کا خوف رکھنے والے اور حقیقت میں نیک بندے اس پر ہمیشہ قائم رہنے کی دعا کرتے ہیں۔

**سوال:** ایک احمدی کو کس چیز سے بچنے کی ضرورت ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ہر احمدی کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے نیکیوں کو اپنے اندر قائم رکھنے کی کوشش کرے اور سب سے زیادہ جو نیکیوں کو جلا کر خاک کرنے والی چیز ہے اس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور جیسا کہ اس حدیث میں جو مَیں نے پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ حسد ہے۔ پس اس حسد کی بیماری کو کوئی معمولی چیز نہ سمجھیں۔ تمام زندگی کی نیکیاں حسد کے ایک عمل سے ضائع ہو سکتی ہیں۔

**سوال:** ایک سچے مومن کی کیا نشانی ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ایک سچے مسلمان کی نشانی، ایک سچے احمدی کی نشانی اور اس کا مقام یہ ہے کہ مغموم القلب بننے کی کوشش کرے۔ گناہوں سے بچے، اپنے دل کے ٹیڑھے پن کو دور کرے، بغض، کینہ اور حسد سے بچتے ہوئے اپنے پر جہنم حرام کرے اور اس دنیا میں بھی پُرسکون زندگی کی وجہ سے جنت حاصل کرنے والا ہو اور آخرت میں بھی جنت کا وارث بنے۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ فاسق اور ظالم کے متعلق کیا فرماتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فاسق اور ظالم کے متعلق فرماتا ہے کہ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات:12) اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو، ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ کی نظر کس چیز پر ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی خوبصورتی کو نہیں دیکھتا، نہ تمہاری صورتوں کو اور نہ تمہارے اموال کو بلکہ اس کی نظر تمہارے دلوں پر ہے۔

**سوال:** جو شخص اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کرتا ہے اس کو کیا اجر ملتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو درداءؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آگ سے اس کے چہرے کی حفاظت فرمائے گا۔

**سوال:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تہمتیں لگانے والوں کے متعلق کیا فرمایا؟

**جواب:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں۔

**سوال:** قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے کیا فرماتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس برائی سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا کہ اے ایمان والوں بہت سے گمانوں سے بچتے رہا کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ بن جاتے ہیں اور تجسس سے کام نہ لیا کرو۔

**سوال:** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جھوٹ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا ہے کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں۔ اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار، دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اور ایک جگہ فرماتا ہے کہ جب تو کوئی کلام کرے تو تیری کلام محض صدق ہو، ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔

☆☆☆

# نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 17؍جولائی 2024ء بروز بدھ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

**نماز جنازہ حاضر**

**مکرم شیخ طارق انور صاحب ابن مکرم شیخ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم (جماعت چیم۔یوکے)**

11؍جولائی 2024ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم ربوہ میں حاصل کی بعدازاں کراچی شفٹ ہو گئے اور حلقہ ڈیفنس کراچی میں لمبا عرصہ تک بطور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پائی۔ کراچی کے پُرآشوب دور میں مرحوم کو احمدیہ مساجد کی حفاظت کے حوالہ سے بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔ مرحوم مخالفت کی وجہ سے کراچی سے یوکے آئے اور بیت الفتوح کی عمومی ٹیم میں شامل ہو کر کئی سال خدمت بجالاتے رہے۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند، ہمدرد، خوش گفتار، خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔ چندوں میں بڑے باقاعدہ تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں شامل ہیں۔

**نماز جنازہ غائب**

**(1) مکرمہ فاخرہ احمد صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر قاضی طاہر اسماعیل صاحب (ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ علاقہ ملتان)**

28؍جون 2024ء کو 15 سال قومہ میں رہنے کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے BS IT آنرز اور پھر MBA کیا۔ کئی ریسرچ پیپرز لکھے جو سٹیٹ بینک آف پاکستان نے ہیومن ریسورسز کے اداروں میں شائع کروائے۔ اعلیٰ کارکردگی پر آپ کو مختلف ایوارڈز بھی دیے گئے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت کے ساتھ گہری عقیدت رکھنے والی، انتہائی عاجز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ ایک بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ دونوں بہنیں ڈاکٹر ہیں اور واقفین زندگی سے بیاہی ہوئی ہیں۔

**(2) مکرم الحاج چودھری ناصر احمد ساہی صاحب ابن مکرم چودھری محمد نواز ساہی صاحب (ربوہ)**

8؍جون 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کے پڑدادا مکرم چودھری حسن خان صاحب اور حضرت چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے دادا مکرم چودھری سکندر خان ساہی صاحب سگے بھائی تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مسجد سے مثالی تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی پہلی بیوی وفات پاگئی ہیں۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

**(3) مکرم چودھری محمد رفیق صاحب ابن مکرم چودھری دین محمد صاحب (آف کوٹ احمد یاں حال کراچی)**

26؍جون 2024ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ خلافت کے ساتھ نہایت محبت اور فدائیت کا تعلق تھا۔ 1969ء میں جب آپ نے گوٹھ خلیفہ قاسم ضلع بدین میں زمین خریدی تو وہاں نئی جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے اور اپنے گھر کے ساتھ ایک مسجد بھی تعمیر کروائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹوں سے نوازا۔ آپ مکرم محمد آصف طاہر صاحب (مربی سلسلہ ریسرچ سیل جامعہ احمدیہ ربوہ) اور مکرم محمد عاصم صاحب (رضا کار کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری یوکے) کے والد اور مکرم صباح الظفر صاحب (مربی سلسلہ MTA انٹرنیشنل یوکے) اور مکرم مشہود حسن خالد صاحب (مربی سلسلہ لائبیریا) کے دادا تھے۔

**(4) مکرم محمد سلیم اللہ صاحب (سابق صدر جماعت جمال پورنیاپارہ۔ بنگلہ دیش)**

21 جون 2024ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم وسیم الدین صاحب جمال پور علاقہ میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، ہردلعزیز، نظام جماعت اور خلافت کے اطاعت گزار، اچھی طبیعت کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم نے تقریباً 42 سال صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنوا کر جماعت کو عطیہ کی اور عرصہ دراز تک وہاں ریجنل تبلیغی اور تربیتی سرگرمیاں ہوتی رہیں۔ 1995ء سے انہوں نے اپنے گھر کی چھت پر ڈش نصب کر رکھی تھی۔ ہمیشہ اپنے ڈرائنگ روم میں مقامی احباب کے لیے ایم ٹی اے دیکھنے کا اہتمام کرتے۔ مرکزی مہمانوں اور مربیان کا بہت احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 20 اگست 2024)

# سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(بقیہ)

## جلسہ اعظم مذاہب لاہور

### از عبدالرحمٰن قادیانیؓ

(9) جلسہ سے چند ہی روز قبل اللہ تعالیٰ نے حضور کو الہاماً اس مضمون کے متعلق بشارت دی کہ ''یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا'' اور اس کی مقبولیت دلوں میں گھر کر جائے گی اور کہ یہ امر بطور ایک ''نشان صداقت'' ہو گا۔ چنانچہ حضور پر نور نے ۲۱ ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو ایک اشتہار بعنوان

''سچائی کے طالبوں کے لئے
ایک عظیم الشان خوشخبری''

لکھ کر کاتب کے حوالے کیا اور مجھ ناچیز غلام کو یاد فرما کر یہ اعزاز بخشا اور فرمایا کہ

''میاں عبدالرحمن! اس اشتہار کو چھپوا کر خود لاہور لے جاؤ اور خواجہ صاحب کو (جو کہ ایک ہی روز پہلے انتظامات جلسہ کے لئے لاہور بھیجے گئے تھے) کو پہنچا کر ہماری طرف سے تاکید کر دینا کہ'' اس کی خوب اشاعت کریں ۔ضرورت ہو تو وہیں اور چھپوا لیں۔ ہماری طرف سے ان کو اچھی طرح تاکید کرنا کیونکہ وہ بعض اوقات ڈر جایا کرتے ہیں، بار بار اور زور سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ لوگوں کی مخالفت کا خیال اس کام میں ہرگز روک نہ بنے۔ یہ انسانی کام نہیں کہ کسی کے روکے رک جائے بلکہ خدا کا کام ہے جو بہرحال پورا ہو کر رہے گا۔''

(10) اشتہار قریباً آدھی رات کو تیار ہوا اور میں اسی وقت لے کر پیدل بٹالہ کو روانہ ہو گیا۔ ۲۲ ر دسمبر ۱۸۹۶ء کی دوپہر کے قریب لاہور پہنچا۔ جناب خواجہ صاحب اس زمانہ میں لاہور کی مشہور مسجد مسجد وزیر خان کے عقب کی ایک تنگ سی گلی میں رہا کرتے تھے جہاں میں انکو تلاش کر کے جا ملا اور اشتہارات کا بنڈل اور حضور کا حکم کھول کھول کر سنا دیا بلکہ بار بار دہرا بھی دیا۔ خواجہ صاحب کے ساتھ اس وقت دو اور دوست بھی وہاں موجود تھے جن کے نام مجھے یاد نہیں رہے۔ خواجہ صاحب نے بنڈل اشتہارات کا کھولا اور مضمون اشتہار پڑھا اور میں نے دیکھا کہ چہرہ اُن کا بجائے بشاش اور خوش ہونے کے افسردہ و اداس سا ہو گیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔

'' میاں! حضرت کو کیا علم کہ ہمیں یہاں کن مشکلات کا سامنا ہو رہا ہے۔ اور مخالفت کا کتنا زور ہے۔ ان حالات میں اگر یہ اشتہار شائع کیا گیا تو یہ ایک تودۂ بارود میں چنگاری کا کام دے گا اور عجب نہیں کہ نفس جلسہ کا انعقاد ہی ناممکن ہو جائے۔ موقعہ پر موجودگی اور حالات کی پیچیدگی سے آخر ہم پر بھی کوئی ذمہ واری آتی ہے۔ اچھا جو خدا کرائے ، انشاء اللہ کریں گے۔''

آخر سوچ بچار، صلاح مشوروں اور اونچ نیچ، اتار چڑھاؤ کی دیکھ بھال کے بعد دوسری یا تیسری رات کے اندھیروں میں بعض غیر معروف مقامات پر چند اشتہارات چسپاں کرائے جن کا عدم و وجود یکساں تھا کیونکہ غیر معروف مقامات کے علاوہ وہ اشتہار اتنے اونچے لگائے گئے تھے کہ اوّل تو کوئی دیکھے ہی نہیں اور اگر دیکھ پائے تو پڑھ ہی نہ سکے۔

(11) میں نے دیکھا اور سنا بھی کہ سیدنا حضرت اقدس کے اصل مضمون کا حصہ خواجہ صاحب قادیان سے اپنے ساتھ لاہور لائے تھے اس کا مطالعہ اور آیات قرآنی کی تلاوت کی مشق کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ خواجہ صاحب کے لاہور چلے آنے کے بعد جو جو حصہ مضمون تیار ہوتا جاتا اس کی نقل ان کو لاہور پہنچائی جاتی رہتی اور یہ سلسلہ ۲۵ ر دسمبر ۱۸۹۶ء کی شام تک جاری رہا تھا یا شاید ۲۶ ر دسمبر کی رات تک بھی۔

(12) جلسہ خدا کے فضل سے ہوا۔ بہتر جگہ اور بہتر انتظام کے ماتحت ہوا اور واقعی سخت مخالفتوں کے طوفان اور مشکلات کی کٹھن اور خطرناک گھاٹیوں کو عبور کرنے کے بعد ہوا۔ بڑی بڑی روکیں کھڑی کی گئیں۔ طرح طرح کے حیلے اور باریک در باریک چالیں چلی گئیں مگر بالآخر ہندو و یہود اور ان کے معاون و مددگاروں کا خیبری قلعہ ٹوٹا اور بعینہٖ وہی ہوا جس کا نقشہ الہام الٰہی

''اللہ اکبر خربت خیبر''

میں بیان ہوا تھا۔ دشمنوں نے ٹاؤن ہال نہ لینے دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی بہتر سامان کر دیا اور اسلامیہ ہائی سکول اندرون شیرانوالہ دروازہ کی وسیع اور دومنزلہ عمارت ، لمبے چوڑے صحن، بڑے بڑے کمروں ، ہال کمرہ اور گیلریوں کو ملا کر ایک بڑی عظیم الشان عمارت جو ایک بڑے اجتماع کے لئے کافی اور موزوں تھی خدا نے دلا دی۔ ۲۶ ر دسمبر کا روز جلسہ کا پہلا دن تھا۔ حاضری حوصلہ افزا نہ تھی۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ اَلف الف صلوٰۃٍ وَالسَّلام کے مضمون کے لئے ۲۷ ر دسمبر کا دن اور ڈیڑھ بجے دوپہر کا وقت مقرر تھا۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ اور اس کے خاص فضل کا نتیجہ تھا کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب وفور عشق و محبت سے بیتاب ہو کر والہانہ رنگ میں وقت سے پہلے لاہور پہنچ گئے جن کی تشریف آوری سے ہم لوگوں کے لئے خاص تسکین اور خوشی کے سامان اللہ تعالیٰ نے بہم پہنچا دیئے۔

(13) حالات کی ناموافقت، جوش مخالفت اور قسما قسم کی مشکلات نیز وقت کی ناموزونیت کے باعث خطرہ تھا اور فکر دامنگیر کہ جلسہ شاید حسب دل خواہ بارونق نہ ہو سکے گا مگر شان ایزدی کہ خلق خدا یوں کھچی چلی آ رہی تھی، جیسے فرشتوں کی فوج اسے دھکیلے لا رہی ہو اور ان کی تحریک کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ مخلوق کے دل بدل گئے اور ان کے قلوب میں بجائے عداوت و نفرت کے عشق و محبت بھر گئی۔ مخالفوں کی مخالفت نے کھاد کا کام دیا اور روکنے و شرارت کرنے والوں کے غوغا نے لوگوں کی توجہ کو جلسہ کی طرف پھیر دیا جس سے لوگ کشاں کشاں تیز قدم ہو ہو کر جلسہ گاہ کی طرف بڑھے اور ہوتے ہوتے آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ صحن اور اس کے تمام بغلی کمرے اور ہال بھر گیا۔ اوپر کی گیلریوں میں تِل دھرنے کو جگہ نہ رہی اور ہجوم اس قدر بڑھا کہ گنجائش نکالنے کو سمٹنا اور سکڑنا پڑا۔ دسمبر کی تعطیلات کی وجہ سے جا بجا جلسے، کانفرنسیں اور میٹنگیں ہو رہی تھیں۔ لوگوں کی مصروفیات ان کے دنیوی کاموں میں انہاک اور مادی فوائد کے حصول کی مساعی کی موجودگی میں ایک خالص مذہبی جلسہ و کانفرنس میں اس کثرت ہجوم کو دیکھنے والا ہر کس و ناکس اس منظر سے متاثر ہو کر اس حاضری کی کامیابی کو غیر معمولی، خاص اور خدائی تحریک و تصرّف کا نتیجہ کہنے پر مجبور تھا اور ایک ہندو کو اس سے انکار تھا نہ ہی سکھ اور آریہ سماجی کو۔ مسلمان کو اس سے اختلاف تھا نہ عیسائی یہودی یا دیوسماجی کو بلکہ ہر فرقہ وطبقہ کے لوگ آج کے اس خارق عادت جذب اور بے نظیر کشش سے متاثر اور دل ان کے سچ مچ مرعوب ہو کر نرم تھے۔ دیکھنے اور سننے میں فرق ہوتا ہے اس تقریب کی تصویر الفاظ میں ممکن نہیں۔ مختصر یہ کہ وہ اجتماع اپنے ماحول کے باعث یقیناً عظیم الشان، بے نظیر اور لاریب غیر معمولی تھا۔

(14) مضمون کا شروع ہونا تھا کہ لوگ بے اختیار جھومنے لگے اور ان کی زبانوں پر بے ساختہ سبحان اللہ! اور سبحان اللہ! کے کلمات جاری ہو گئے۔ سنا ہوا تھا کہ علم توجہ اور مسمریزم سے ایک معمول سے تو یہ کچھ ممکن ہو جاتا ہے مگر ہزاروں کے ایک ایسے مجمع پر جس میں مختلف قویٰ، عقاید اور خیال کے لوگ جمع تھے اس کیفیت کا مسلط ہو جانا یقیناً خارق عادت اور معجزانہ تاثیر کا نتیجہ تھا۔ یہ درست ہے کہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو قرآن کریم سے ایک عشق تھا اور اللہ تعالیٰ نے آواز میں بھی ان کی لحن داؤدی کی جھلک پیدا کر رکھی تھی نیز وہ ان آیات و مضامین کے ربط اور حقائق سے متاثر ہو کر جس رقت، سوز اور جوش سے تلاوت فرماتے آپ کا وہ پڑھنا آپ کی قلبی کیفیات اور لذت و سرور کے ساتھ مل کر سامعین کو متاثر کئے بغیر نہ رہتا تھا مگر اس مجلس کی کیفیت بالکل ہی نرالی تھی اور کچھ ایسا سماں بندھا کہ اول تا آخر آیات قرآنی کیا اور ان کی تشریح و تفسیر کیا، سارا ہی مضمون کچھ ایسا فصیح، بلیغ، مؤثر اور دلچسپ تھا کہ نہ مولانا موصوف کے لہجہ میں فرق آیا اور نہ جوش لذت ہی پھیکے پڑے۔ معارف کی فراوانی کے ساتھ عبارت کی سلاست و روانی اور مضمون کی خوبی و ثقاہت نے حاضرین کو کچھ ایسا ازخود رفتہ بنا دیا جیسے کوئی مسحور ہوں۔ میں نے کانوں سنا کہ ہندو اور سکھ بلکہ کٹڑ آریہ سماجی اور عیسائی تک بے ساختہ سبحان اللہ! سبحان اللہ! پکار رہے تھے۔

ہزاروں انسانوں کا یہ مجمع اس طرح بے حس و حرکت بیٹھا تھا جیسے کوئی بت بے جان ہوں اور ان کے سروں پر اگر پرندے بھی آن بیٹھتے تو تعجب کی بات نہ تھی۔ مضمون کی روحانی کیفیت دلوں پر حاوی اور اس کے پڑھے جانے کی گونج کے سوا سانس تک لینے کی آواز نہ آتی تھی حتّٰی کہ قدرت خداوندی سے اس وقت جانور تک خاموش تھے اور مضمون کے مقناطیسی اثر میں کوئی خارجی آواز رخنہ انداز نہیں ہو رہی تھی۔ کم و بیش متواتر دو گھنٹے یہی کیفیت رہی۔

افسوس کہ میں اس کیفیت کے اظہار کے قابل نہیں۔ کاش میں اس لائق ہوتا کہ جو کچھ میں نے وہاں دیکھا اور سنا اس کے عکس کا عشر عشیر ہی بیان کر سکتا جس سے اس علمی معجزہ و نشان کی عظمت دنیا پر واضح ہو کر خلق خدا کے کان حق کے سننے کو اور دل اس کے قبول کرنے کو آمادہ و تیار ہوتے جس سے دنیا جہان کے گناہ، معاصی اور غفلتیں دور ہو کر ہزاروں انسان قبول حق کی توفیق پا جاتے۔

(15) ساڑھے تین بج گئے۔ وقت ختم ہو گیا جس کی وجہ سے چند منٹ کے لئے اس پُر لذت و سرور کیفیت میں وقفہ ہوا۔ اگلا نصف گھنٹہ مولوی مبارک علی صاحب سیالکوٹی کے مضمون کے لئے تھا۔ انہوں نے جلدی سے کھڑے ہو کر پبلک کے اس تقاضا کو کہ ''یہی مضمون جاری رکھا جائے نیز کسی اور کی بجائے اسی مضمون کو وقت دیا جائے اسی مضمون کو مکمل و پورا کیا جائے'' اپنا وقت دے کر پورا کر دیا بلکہ اعلان کیا کہ میں اپنا وقت اور اپنی خواہش اس قیمتی مضمون پر قربان کرتا ہوں۔ چنانچہ پھر وہی پیاری، مرغوب اور دلکش و دلنشیں داستان شروع ہوئی اور پھر وہی سماں بندھ گیا۔ چار بج گئے مگر مضمون ابھی باقی تھا اور پیاس لوگوں کی بجائے کم ہونے کے بڑھتی جا رہی تھی۔ سامعین کے اصرار اور خود منتظمین کی دلچسپی کی وجہ سے مضمون پڑھا جاتا رہا حتّٰی کہ ساڑھے پانچ بج گئے۔ رات کے اندھیرے نے اپنی سیاہ چادر پھیلانی شروع کر دی۔ مجبوراً یہ نہایت ہی میٹھی اور پُر معرفت اور مسرت بخش مجلس اختتام کو پہنچی اور بقیہ مضمون ۲۹ دسمبر کے لئے ملتوی کیا گیا۔

کوئی دل نہ تھا جو اس لذت و سرور کو محسوس نہ کرتا ہو۔ کوئی زبان نہ تھی جو اس کی خوبی و برتری کا اقرار و اعتراف نہ کرتی اور اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نہ تھی۔ ہر کوئی اپنے حال اور قال سے اقرار و اعتراف کر رہا تھا کہ واقعی یہ مضمون سب پر غالب رہا اور اپنی بلندی، لطافت اور خوبی کے باعث اس جلسہ کی زینت، روح رواں اور کامیابی کا ضامن ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ ہم نے اپنے کانوں سنا اور آنکھوں دیکھا کہ کئی ہندو اور سکھ صاحبان مسلمانوں کو گلے لگا لگا کر کہہ رہے تھے کہ

''اگر یہی قرآن کی تعلیم اور یہی اسلام ہے جو آج مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے تو ہم لوگ آج نہیں تو کل اس کو قبول کرنے پر مجبور ہوں گے اور اگر مرزا صاحب کے اسی قسم کے ایک دو مضمون اور سنائے گئے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسلام ہی ہمارا بھی مذہب ہوگا۔''

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 352، مطبوعہ قادیان 2008)

### بقیہ آن لائن ملاقات از صفحہ نمبر 2

نے قرآن شریف کی آخری تین سورتوں میں پہلے ہی دعا سکھادی۔ان لوگوں کو پتا ہے کہ احمدی ہی ہیں جو خدائے واحد کی صحیح طرح عبادت کرنے والے ہیں۔گو کہنے کو تو یہ ہمیں ان ملکوں میں خدا تعالیٰ یا اس کے رسول کے نام پہ قتل کرتے ہیں اور ہم پہ ظلم کرتے ہیں لیکن دراصل ان میں ایک حسد ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی خلاف ورزی کرنے والے ہیں اور ہر نبی کی جماعت کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے۔جب بھی وہ پھیلتی ہے حاسدین کی تعداد بھی بڑھتی ہے، وسوسے ڈالنے والوں کی تعداد بڑھتی ہے اور پھر جہاں ان کو موقع ملتا ہے وہ ظلم سے بھی دریغ نہیں کرتے اور یہی کچھ جماعت احمدیہ سے ہوا۔

پہلے ہندوستان میں ہوا جب پاکستان ہندوستان ایک تھا۔اس وقت احراری شور مچاتے تھے۔حالانکہ اس وقت برٹش گورنمنٹ تھی لیکن بعض مواقع ایسے آئے کہ انگریز افسران جماعت کی مخالفت کرتے تھے۔یہ ہماری تاریخ سے ثابت ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے خلاف مقدمے کرتے رہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مقدمے ہوتے رہے اور فساد پیدا ہونے کی بھی کوشش ہوتی رہی۔

پھر پاکستان ہندوستان بنا تو پاکستان میں کیونکہ جماعت کی تعداد زیادہ تھی وہاں شروع سے ہی پہلے ۵۳ء کے فساد ہوئے۔پھر اس کے بعد ۷۴ء کے واقعات ہوئے۔ ۸۴ء میں ہمارے خلاف قانون مزید مضبوط بنانے کی کوشش کی اور پھر جو تبدیلیاں کر سکتے تھے، جو ان کے بس میں تھا، وہ کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔حاسدین جماعت کی ترقی دیکھ کر یہ کر رہے ہیں اور کریں گے اور یہی کچھ الٰہی جماعتوں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔اس لیے ہمیں ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ہندوستان میں بھی مولویوں نے آج کل سر اٹھانا شروع کیا ہوا ہے۔آج کل وہاں بھی نئے سرے سے مولویوں کا گروپ ختم نبوت کے نام پہ احمدیوں کے خلاف مختلف چھوٹے قصبوں میں، جہاں جماعت تھوڑی تعداد میں ہے، وہاں فساد پیدا کرنے یا مار دھاڑ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔وہاں بھی اکا دکا واقعات ہو رہے ہیں اور اسی طرح جب باہر نکلتے ہیں تو باہر بھی ہوں گے۔

افریقہ میں کیونکہ جماعت پھیل رہی ہے اور پاکستانی مولوی بھی وہاں جاتا ہے، ختم نبوت یا وہابیت کی تعلیم کے نام پہ بعض عرب ملک اپنا روپیہ بھی لگاتے ہیں۔برکینا فاسو میں مسلمان زیادہ تر وہابی ہیں۔بہرحال وہ پیسہ لگا رہے ہیں اور یہ سارا فتنہ اور فساد کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ اس طرح ہم سختی سے جماعت کو دبالیں گے لیکن جو شخص احمدی ہوتا ہے، خود اسلام قبول کرتا ہے اور اپنے ایمان میں پختہ ہے وہ ان چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا۔آپ نے نمونہ دیکھ لیا کہ کس طرح انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر دیے لیکن اپنے ایمان سے نہیں ہٹے۔اسی طرح بعض اور نوجوان ہیں جن کو دھمکیاں مل رہی ہیں کہ یہ کرو نہیں تو ہم یہ کر دیں گے۔مَیں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں جو برکینا فاسو کے بارے میں تھا مثال بھی دی تھی کہ ایک نوجوان نے کہا کہ تم کہتے ہو تصویریں کیوں لگاتے ہو، مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اَور تصویریں لگاؤں گا۔تو یہ ان کے ایمان کی پختگی ہے۔

یورپ میں تو ویسے ہی دہریت پھیل رہی ہے اور مذہب کے خلاف ایک باقاعدہ مہم ہے۔آج کل مختلف قسم کی حرکتیں شروع ہوئی ہیں، عورت مرد کی آزادی کے نام پہ، مختلف gender کی آزادی کے نام پہ جس کو یہ مختلف نام دیتے ہیں یا دوسرے ناموں پہ۔گو بعض جگہ یہ صحیح ہیں لیکن جہاں مذہب کے ساتھ آزادی کے نام پہ یہ باتیں کرتے ہیں یا مذہبی تعلیم کے خلاف آزادی کے نام پہ باتیں کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ یہ دہریت پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔یہ ایک بڑی سکیم ہے۔صرف یہی نہیں کہ ہمارے سے مذہبی مخالفت ہوگی بلکہ ہمیں دہریت کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا۔دہریت کی طرف سے بھی مخالفت ہوگی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صرف یہ نہیں لکھا کہ میں مثیل مسیح کے طور پر آیا ہوں اس لیے عیسائیت کے خلاف میرا جہاد ہے۔آپؑ نے مسلمانوں کو بھی ہدایت دینی تھی اور عیسائیوں کو بھی ہدایت دینی تھی۔بلکہ آپؑ نے کہا کہ ایک زمانہ آئے گا، اور اب آ گیا ہے، جب لوگ خدا تعالیٰ کو ہی بھول رہے ہیں۔اس لیے دہریت کے خلاف بھی تمہیں جہاد کرنا پڑے گا۔اب وہ زمانہ ہے کہ ہمیں دہریت کے خلاف اپنے لٹریچر کو مضبوط کرنا ہوگا، اپنے دلائل مضبوط کرنے ہوں گے اور اس حوالے سے اپنی باتوں میں زیادہ سے زیادہ زور پیدا کرنا ہوگا کیونکہ عیسائیت کو تو لوگ بھول چکے ہیں۔لیکن بہرحال سارے مخالفین چاہے وہ مذہب کے مخالفین ہوں، دہریہ ہوں، اسلام کے مخالفین ہوں، یا عیسائی یا دوسرے مذاہب کے ہوں، یہ سب مل کے احمدیت کے خلاف محاذ کھڑا کریں گے۔اور ہو سکتا ہے کہ ایک وقت آئے جب ان کو یہاں احمدیت پھیلتی یا مضبوط ہوتی نظر آئے تو یورپ کے بعض ممالک میں بھی اس طرح کی مخالفت سامنے آئے۔اس کے لیے ہمیں انتظامات کے حوالے سے ہر روز ہوشیار رہنا چاہیے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ دعاؤں اور صدقات کے ذریعے سے ان بلاؤں کو ٹالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس کے علاوہ مساجد کی حفاظت کے جو ظاہری طریقے ہیں اس بارے میں بڑے عرصے سے جماعتوں کو کہہ رہا ہوں کہ اپنی مساجد کی حفاظت کا انتظام رکھیں۔ایک ظاہری انتظام ہونا چاہیے۔ہم میں سے ہر شخص اگر ہر وقت ہوشیار ہے اور دائیں بائیں دیکھنے والا ہو تو یہ دشمن کو مایوس کرنے کے لیے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔اگر ہم ہوشیار ہیں تو فوراً پتا لگ جاتا ہے اور اس وقت اتھارٹیز کے ذریعہ ہم ان کو قابو میں لا سکتے ہیں۔بہرحال دعا، صدقات اور وسائل کے اندر رہتے ہوئے ہمیں حفاظت کے لیے ظاہری کوشش کرنی چاہیے، لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک وقت آئے کہ یہاں بھی آپ کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑے۔

**ایک ناصر نے سوال کیا کہ انسانیت کو درپیش بڑے چیلنجز میں سے ایک چیلنج گلوبل وارمنگ (global warming) اور کلائمیٹ چینج (climate change) کا ہے۔آج کل ساری دنیا میں ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لیے ہر پلیٹ فارم پہ آواز اٹھائی جا رہی ہے۔حضور سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ ہم انفرادی طور پر اور بحیثیت جماعت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری کیسے ادا کر سکتے ہیں؟**

**یہ سوال سن کر حضور انور نے سوال کرنے والے سے استفسار فرمایا** کہ گلوبل وارمنگ سے آپ کو کیا فرق پڑا ہے؟ جس پر موصوف نے عرض کی کہ directly نہیں پڑا۔

**اس پر حضور انور نے فرمایا** کہ آپ کہتے ہیں directly نہیں پڑا۔موسم اتنا چینج (change) ہو رہا ہے اور طوفان آ رہے ہیں۔کہیں بارشیں ہو رہی ہیں، کہیں برفیں پڑ رہی ہیں، کہیں season-off ایسی باتیں ہو رہی ہیں۔پھر اس کی وجہ سے دنیا کی اکانومی پہ بھی اثر پڑ رہا ہے۔آپ کے اپنے ملک میں مہنگائی بڑھ گئی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ مجھ پر directly کوئی اثر نہیں ہوا؟

بات یہ ہے کہ جس طرح دنیا کی آبادی بڑھ رہی ہے اس کے لیے زمین درکار ہے اور ظاہر ہے کہ جب زمین کی ضرورت ہوگی تو جہاں جنگل ہیں ان کو زمینوں کو آباد کرنے اور خوراک پیدا کرنے کے لیے کاٹنا ہوگا۔خوراک پیدا کرنے کے لیے، فارمنگ کے لیے زرعی زمین چاہیے۔ایک بات یہ ہے کہ اس میں ہمیں ایک نسبت رکھنی ہوگی۔

اب ترقی یافتہ ممالک نے ایک شرط رکھی ہے کہ ہم نے 30%, 20% یا 40% زمین کو جنگلوں کے اندر رکھنا ہے۔اگر یہ اسی طرح maintain کریں تو ٹھیک ہے۔افریقہ میں جنگل کاٹتے جا رہے ہیں اور نئے نہیں لگا رہے۔غریب ممالک پاکستان وغیرہ ان میں جنگل کاٹ رہے ہیں اور نئے نہیں لگا رہے تو اس سے بھی ایک موسم میں تبدیلی آتی ہے اور ماحولیاتی کیفیت بدلتی ہے۔

اب جب پاکستان میں بارشیں ہوئیں اور flood آیا تو یہ الزام دیتے ہیں کہ مغرب کی پولیوشن (pollution) کی وجہ سے ہمارے ہاں flood آئے۔مغرب کی پولیوشن تو پھر مغرب پہ بھی اثر انداز ہونی چاہیے تھی لیکن تم نے اپنے ملک میں کیا کیا؟ پہلے راولپنڈی سے نکلتے تھے تو مری کی طرف گھوڑا گلی کی طرف جانے سے پہلے آپ کو جنگل ہی جنگل نظر آتے تھے۔اب اس طرف آبادی تو اتنی نہیں ہوئی لیکن ٹھیکیداروں نے جنگل کاٹ کے نئے جنگل نہیں لگائے۔کوئی درخت نہیں۔سوات میں جائیں تو وہاں درخت کٹ گئے اور پہاڑی علاقوں میں جائیں تو وہاں درخت کٹ گئے، ان کے جنگل ختم ہو گئے۔تو خود انہوں نے اپنی اکانومی کو تو تباہ کیا۔پھر پانی کو ریزرو کرنے کے لیے جو ڈیم بنانے چاہئیں تھے انہوں نے نہیں بنائے اور الزام لگا دیا کہ یہ یورپ اور مغربی ممالک کی پولیوشن نے کیا۔ہاں انڈسٹریل ریوولیوشن یا صنعتی انقلاب نے بھی اثر ڈالا اور اثر انداز ہو رہا ہے۔اسی لیے چین نے کہا کہ ترقی یافتہ مغربی ممالک نے اپنی انڈسٹری کو اتنا ڈیویلپ کر لیا جس کی وجہ سے ہوا میں پولیوشن ہوئی اور گلوبل وارمنگ شروع ہوئی، اب ہمیں کہتے ہو کہ تم رکو۔ہم تو نہیں رکیں گے ہم بھی اب پچاس سال تک اسی طرح اپنی انڈسٹری چلائیں گے۔پھر دیکھیں گے کہ رکنا ہے کہ نہیں۔انڈیا بھی یہی کہتا ہے۔یہ چیزیں اب ساتھ ساتھ چلیں گی، ان کو برداشت کرنا پڑے گا۔

ہمارے اختیار میں یہی ہے کہ جن علاقوں میں احمدی رہتے ہیں یا جن جگہوں پہ ہمارا کچھ اثر ہے کم از کم ان کو یہ کہیں کہ جو زمین تم جنگلوں سے خالی کر رہے ہو وہاں جنگلات اور درخت تو لگاؤ۔ایک درخت کاٹتے ہو تو دو درخت لگاؤ۔آبادی کے تناسب سے اگر زمین صاف کرنی ہے تو اول تو اس میں ایسا انفراسٹرکچر (infrastructure) بناؤ کہ تھوڑے علاقے میں زیادہ آبادی آباد ہو اور اچھی فارمنگ سے، زراعت کے لیے بھی اچھی پلاننگ سے ہو سکتی ہے۔

پھر افریقہ میں بہت وسیع علاقہ پڑا ہوا ہے جہاں جنگل نہیں ہیں اور وہاں فارمنگ کر سکتے ہیں۔ان کو آباد

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096
طالب دعا: شیخ اسحٰق، جماعت احمدیہ سورو (صوبہ اڈیشہ)

ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جس کی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
V-CARE
Food Plaza
Fast Food Restaurant
!! COME HUNGRY !! LEAVE HAPPY !!
Contact : 7250780760
Ramsar Chowk, Ram Das Gupta Path,
Bhagalpur - 812002 (Bihar)
طالب دعا : خالد ایوب (جماعت احمدیہ بھاگلپور، صوبہ بہار)

کر کے وہاں سے اس ملک کے لیے بھی اور دنیا کے لیے بھی خوراک مہیا کر سکتے ہیں۔ اگر امیر ممالک وہاں کوشش کریں اور علاقے ڈیویلپ کریں تو بھی ہو سکتا ہے۔ ہمارا کام تو یہی ہے کہ ان لوگوں کو سمجھاتے رہیں، بتاتے رہیں کہ جہاں خالی جگہیں ہیں ان کو آباد کرو، فارمنگ کے لیے استعمال کرو، جنگلوں کو کم کاٹو، کاٹتے ہو تو مزید لگاؤ اور جہاں سارے پہاڑ ٹنڈ کر دیے ہیں ان علاقوں پر مزید محنت کرو۔

ہم خود زیادہ سے زیادہ ٹری پلانٹیشن (tree plantation) میں حصہ لیں اور اپنے زیر اثر لوگوں کو بھی کہیں کہ اگر ہم خالی جگہوں پہ جہاں پہلے درخت ہوتے تھے لاکھوں کروڑوں درخت لگانے شروع کر دیں تو ایک حد تک ہم اس کے بد اثرات کو کم کر سکتے ہیں۔

پھر دوسرا یہ کہ ہم دنیا کو سمجھائیں اور بتائیں کہ اس کے کیا کیا بد اثرات ہو رہے ہیں۔ اگلی نسل کے لیے ہم کیا چھوڑ کے جائیں گے۔ اس لیے اپنے لیے اتنا لالچ نہ کرو کہ سب کچھ ہی آپ لے لینا ہے، اگلی نسل کے لیے بھی کچھ چھوڑ کر جاؤ۔

**ایک ناصر نے سوال کیا کہ دعا اور شفاعت میں کیا فرق ہے؟**

**اس پر حضور انور نے فرمایا** کہ دعا اور شفاعت دو مختلف چیزیں ہیں۔ ہر شخص دعا کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو شفاعت کرنے کی طاقت نہیں بخشی۔

حضور انور نے آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا ایک واقعہ بیان فرمایا جس میں آنحضور ﷺ نے ایک صحابی کی صحت یابی کے لیے دعا کی تھی۔ اس واقعہ کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ ایسی دعا شفاعت کا درجہ رکھتی ہو۔

**ایک ناصر نے سوال کیا کہ** عموماً بچوں کی شادی کے بعد انہیں اسلامی تعلیم کے مطابق الگ گھر میں رہنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے اور پھر وہ اپنی خود مختار زندگی گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں لیکن جب والدین کو بڑھاپے میں بچوں کے ساتھ رہنا پڑے تو انہیں والدین کو اپنے ساتھ رکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ گھر بھی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں حضور انور سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ اس صورت حال میں کس طرح والدین کی خدمت کی جا سکتی ہے؟

**اس پر حضور انور نے فرمایا** کہ اسلامی تعلیم کا کیا سوال ہے؟ یہاں جو عیسائی، دہریہ، لامذہب یا کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہیں وہ کونسا والدین کے ساتھ رہتے ہیں؟ ان کی کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ شادی ہوئی تو علیحدہ رہیں۔

بہتر یہی ہے کہ بجائے اس کے گھر میں مسائل پیدا ہوں نندوں بھابھیوں کی لڑائی ہو یا ساس بہو کی لڑائی ہو آپ خود کہہ رہے ہیں کہ گھر چھوٹے ہیں تو ایک اَور فیملی کو رکھ کے مصیبت ڈالنی ہے۔ تو بہتر ہے کہ ان سے کہا کریں کہ بیٹے تم اپنے گھر جاؤ اور اپنا علیحدہ گھر لو۔

پھر اگلا سوال ہوا کہ اگر ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں۔ مغربی ملکوں نے تو یہ علاج نکال لیا کہ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں تو اولڈ پیپلز ہاؤس (old people's house) میں ان کو جمع کرا دو اور ہفتے کے بعد بیٹا یا بیٹی ان کو جا کر السلام علیکم وعلیکم السلام کر آئے، تھوڑی سی کھیر پکا کے دے آئے اور اس نے کھالی اور خوش ہو گئی کہ میرے بچے نے میرا خیال رکھا ہے اور باقی وقت نرسیں سنبھال رہی ہیں۔

لیکن ہمارا معاشرہ یہ ہے کہ والدین کی خدمت کرنی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تمہاری ماں کا تم پہ حق ہے۔ تمہاری ماں کا تم پہ حق ہے۔ تمہاری ماں کا تم پہ حق ہے۔ پھر تمہارے باپ کا تم پہ حق ہے۔" تو یہ حق ادا کرنے ضروری ہیں اور یہی اسلامی معاشرہ کہتا ہے۔ اس صورت میں کہ ماں باپ بوڑھے ہوں تو اوّل یہ کہ بچوں کی تربیت ایسی ہونی چاہیے کہ وہ بچوں کو کہیں کہ ہم تمہاری جوانی میں تمہاری خاطر تمہیں علیحدہ کر رہے ہیں یا تم ہمارے سے علیحدہ ہو رہے ہو، ٹھیک ہے رہو، لیکن اگر ہمیں بڑھاپے میں تمہاری ضرورت پڑے تو تم نے ہمارے کام آنا ہے۔ اوّل تو ہم دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمہاری ضرورت ہی نہ پڑے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری محتاجی سے ہمیں بچائے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ سے بچ کر رہنے کی دعا کرو تا کہ ایسی محتاجی نہ ہو۔ لیکن اگر بڑھاپا ہو اور ایسی صورت حال ہو کہ ماں باپ کو رکھنا پڑے تو پھر ہمارا یہ اخلاقی اور مذہبی فرض بنتا ہے کہ ماں باپ کی خدمت کی جائے، ان کو رکھا جائے اور ایسے حالات میں بہو کو بھی اپنے ساس سسر کو برداشت کرنا چاہیے۔ اور اگر گھر چھوٹے ہیں تو قریب کوئی اور گھر لے لیں۔ یہاں کونسلیں مدد کرتی ہیں ان کونسل کی مدد سے قریب گھر لیا جا سکتا ہے۔ پھر صبح شام ان کے پاس جائیں اور خدمت کر لیں۔ یہی ایک علاج ہے جو آپ کر سکتے ہیں۔ اور اگر بڑے گھر ہیں تو اس کے ایک کمرے میں رکھ لیں اور خدمت کر لیں تو ثواب ہے۔

اگر آخرت کی زندگی کی بھی فکر ہے، اگر اپنی عاقبت کی بھی فکر ہے اور مذہب کی کچھ سدھ بدھ ہے تو پھر ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ان چیزوں کا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر ہے۔ ہم نے بھی مرنا ہے اور ہمارے ساتھ بھی یہی ہونا ہے۔ اس لیے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اپنے بڑوں کی خدمت کریں۔

**ایک ناصر نے عرض کیا کہ** جب مجلس انصار اللہ کا کوئی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے تو اس سے کافی عرصہ قبل ممبران کو اطلاع دی جاتی ہے اور پروگرام کو دلچسپ بنانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود حاضری میں کمی رہتی ہے۔

نیز انہوں نے عرض کیا کہ جب انصار کو رپورٹ فارم پُر کرنے کا کہا جاتا ہے تو صرف چند انصار پُر کر کے واپس بھیجتے ہیں۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ مجلس کو کسی سے عبادت کے بارے میں پوچھنے کا حق نہیں کیونکہ یہ بندے اور خدا کا ذاتی معاملہ ہے۔ ان امور پر انہوں نے حضور انور سے راہنمائی کی درخواست کی۔

**اس پر حضور انور نے فرمایا** کہ اگر حاضری میں کمی رہتی ہے تو یہ فکر مندی کی بات ہے اور شعبہ تربیت کو مزید متحرک ہونے کی ضرورت ہے۔

**حاضری کو بڑھانے کے لیے حضور انور نے فرمایا** کہ ممبران سے feedback اور تجاویز لی جائیں کہ کس قسم کے پروگرام منعقد ہونے چاہئیں۔ اس طریق سے حاضری میں بہتری آ سکتی ہے۔

**فارم پُر کرنے کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا** کہ بجائے یہ پوچھنے کے کہ کتنی نمازیں ادا کی ہیں، ماہانہ رپورٹ فارم میں نماز ادا کرنے کی طرف ترغیب دلائی جائے۔ جیسے 'نماز فرض ہے، ہمیں امید ہے آپ باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہوں گے'، یا 'کیا آپ باقاعدہ نمازیں ادا کرتے ہیں؟'

**حضور انور نے فرمایا** کہ جماعت کا فرض ہے کہ افراد جماعت کو نمازوں کی طرف ترغیب دلائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بار بار نمازوں کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

حضور انور نے ایک حدیث کا ذکر کیا جس میں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ جو لوگ عشاء کی نماز پر مسجد نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔

**حضور انور نے فرمایا** کہ انصار کو نماز سے متعلق باقاعدگی سے احادیث بھیجی جائیں تا کہ ان کو یاد دہانی ہوتی رہے۔

**حضور انور نے فرمایا** کہ تربیت کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اس سے اور بہت سارے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔

ایک ناصر نے عرض کیا کہ انصار اللہ کے ممبران عمر کے ایسے حصے میں ہوتے ہیں جہاں ان کی عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں اور اس لحاظ سے ان کی تربیت کرنا مشکل ہے۔ اس حوالے سے انہوں نے حضور انور سے راہنمائی کی درخواست کی۔

**اس پر حضور انور نے فرمایا** کہ انصار کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ بڑھاپے میں اگلی زندگی قریب آ گئی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ انہیں یہ احساس دلایا جائے کہ وہ زندگی کے ایسے حصے میں داخل ہو گئے ہیں جہاں ہر دن انہیں موت اور حساب کتاب کے دن کے قریب کر رہا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ بات انہیں پیار سے سمجھائی جائے۔

ایک ناصر نے اس بات کی وجہ معلوم کرنا چاہی کہ جماعت احمدیہ بہت ساری مساجد تعمیر کرتی ہے جن کا نام 'مسجد' کی بجائے 'بیت' ہوتا ہے۔

**اس پر حضور انور نے فرمایا** کہ یہ درست نہیں اور مثال دی کہ لندن میں بیت الفتوح مسجد ہے جس کا درست نام 'مسجد بیت الفتوح' ہے۔

**حضور انور نے فرمایا** کہ پاکستان میں قوانین کی وجہ

## اعلان برائے اسامی ڈرائیور صدر انجمن احمدیہ قادیان

**شرائط** (1) اُمیدوار کی عمر 18 سال سے زائد اور 40 سال سے کم ہو۔ (2) اُمیدوار کم از کم دسویں پاس ہو۔ (3) اُمیدوار کے پاس فور وہیلر گاڑی چلانے کا Valid لائسنس ہونا ضروری ہے۔ (4) اُمیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ اس کے پاس کسی سرکاری یا نجی ادارہ میں ڈرائیونگ کا کم از کم 2 سال کا تجربہ ہو۔ نیز اپنی درخواست کے ساتھ مذکورہ ادارہ جس میں اُمیدوار نے تجربہ حاصل کیا ہے وہاں کا Experience Certificate پیش کرنا بھی اُمیدوار کے لئے لازمی ہے۔ (5) اُمیدوار کے لئے اپنا Birth Certificate جمع کرنا ضروری ہے۔ (6) اُمیدوار کے لئے تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونا ضروری ہوگا۔ (7) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے اُمیدواران کا ڈرائیونگ ٹیسٹ بھی لیا جائیگا۔ (8) اُمیدوار کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل فٹنس سرٹیفکیٹ کے مطابق صحتمند اور تندرست ہو۔ (9) اُمیدوار ڈرائیور کو تقرری کے بعد درجہ دوئم کے برابر الاؤنس اور دیگر سہولیات دی جائے گی۔ (10) سلیکشن کی صورت میں اُمیدواران کو قادیان میں ابتدائی پانچ سال تک اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ (11) اُمیدوار کے اخراجات سفر خرچ قادیان آمد و رفت اپنے ہوں گے۔

**نوٹ:- تحریری امتحان، انٹرویو و ڈرائیونگ ٹیسٹ کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔**

**مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں**

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516

موبائل: 09682627592, 09888232530 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ (الہامی دعا حضرت مسیح موعودؑ)

ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اے میرے رب! شریر کی شرارت سے مجھے پناہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر

MOBILE
REPAIR SERVICES

KOLKATA BAZAR MOBILE SHOP
Prop. : Minzarul Hassan
Contact No. 6239691816, 8116091155
Delhi Bazar, Qadian - 143516
Dist. Gurdaspur, PUNJAB

سے مسجد کو 'مسجد' کا نام نہیں دیا جا سکتا اس لیے وہاں 'بیت' کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں۔ عموماً جب اللہ تعالیٰ کے کسی صفاتی نام پر مسجد کا نام رکھا جائے تو وہاں 'بیت' کا لفظ ساتھ لگاتے ہیں۔

**حضور انور نے مزید فرمایا کہ** خانہ کعبہ کو بھی 'بیت اللہ' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

**ایک ناصر نے سوال کیا کہ** یورپ اور خاص طور پر سکنڈے نیوین ممالک میں گورنمنٹ پچاس فیصد تک ٹیکس وصول کرتی ہے۔ یہ ٹیکس انکم (income) کے علاوہ جمع پونجی جائیداد اور پروڈکشن پہ بھی لیا جاتا ہے۔ اس ٹیکس کا مصرف بھی اسلام میں زکوٰۃ کے مصرف جیسا ہی ہے جیسا کہ غریبوں کی ضروریات کو پورا کرنے کے علاوہ معاشرے میں بہت ساری سہولیات بھی دی جاتی ہیں۔ ٹیکس کی شرح زکوٰۃ کی شرح سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ حضور سے راہنمائی کی درخواست ہے کہ کیا ایسا ملکی ٹیکس جو زکوٰۃ کے مصرف کو پورا کرتا ہو زکوٰۃ کا نعم البدل سمجھا جا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے استفسار کرتے ہوئے فرمایا کہ زکوٰۃ تو فکس (fix) چیزوں پر ہے مثلاً زیور یا سونا۔ اگر آپ نے گھر میں سونا رکھا ہوا ہے تو کیا اس کے اوپر گورنمنٹ ٹیکس لیتی ہے؟

اس پر ان ناصر نے نفی میں جواب دیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ نہیں لیتی لیکن زکوٰۃ اس پہ واجب ہے۔ ساڑھے سات تولے سونے پہ زکوٰۃ واجب ہے۔ حکومت آپ کا اس پہ ٹیکس نہیں لیتی۔

مثلاً جانور ہیں گائیاں یا بھینسیں، ان کا ایک نصاب مقرر ہے۔ اس پہ آپ کی جو انکم (income) ہے اس پہ گورنمنٹ ٹیکس لیتی ہے، ان جانوروں کے اوپر نہیں لیتی۔ اسی طرح آپ کہتے ہیں کہ پراپرٹی (property) وغیرہ پہ لیتی ہے تو جن چیزوں پہ آپ سے گورنمنٹ ٹیکس لے لیتی ہے اس پہ زکوٰۃ نہیں ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ زکوٰۃ کی رقم معین ہے۔ ایک نصاب ہے کہ اتنی رقم اگر ایک سال تک آپ کے بینک میں پڑی رہے اور اس کا مصرف نہ ہو، کسی جگہ استعمال نہیں کی گئی، تو اس پہ زکوٰۃ ہے، اگر وہ زکوٰۃ کے نصاب کے اندر آتی ہے۔

اب آپ جب گورنمنٹ کو ٹیکس دینے کے بعد اپنی سیونگ (saving) کر لیتے ہیں اور وہ سیونگ پڑی رہتی ہے تو گورنمنٹ یہ نہیں کہتی کیونکہ ایک سال تمہاری سیونگ پڑی رہی ہے اس لیے تم اس پہ مزید ٹیکس دو۔ ہاں بعض اداروں کو گورنمنٹ منع کر دیتی ہے کہ تم لوگ یہ سیونگ نہیں رکھ سکتے یا تو اس کو خرچ کرو یا پھر گورنمنٹ اس پر ٹیکس لگا دے گی لیکن انفرادی طور پر جہاں تک میرا علم ہے ایسا نہیں ہے۔ لیکن زکوٰۃ یہ کہتی ہے کہ اگر آپ نے بینک میں ساڑھے سات تولے سونا کے برابر رقم رکھی ہوئی ہے، اس پہ سال گزر گیا اور آپ نے اس کو خرچ نہیں کیا تو پھر ایک سال کے بعد اس پہ زکوٰۃ ادا کریں گے جو اڑھائی فیصد ہوگی۔ یہ ہر انفرادی کیس میں دیکھنے والی بات ہے کہ کونسی رقم آپ نے ایسی رکھی ہوئی ہے جس پہ ٹیکس ادا کر دیا اور وہ زکوٰۃ کے زمرے میں نہیں آتی۔ اگر وہ رقم، جو ایک سال تک فکس اماؤنٹ (fix amount) ہے، جس پہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، اس سے کم رقم ہو گئی ہے تو اس پہ آپ نے زکوٰۃ نہیں دینی۔ لیکن اگر وہ رقم اتنی ہے یا اس سے زیادہ ہے جس پہ آپ نے زکوٰۃ دینی ہے تو باوجودیکہ اس کی آمد پہ گورنمنٹ ٹیکس بھی لے چکی ہو تو ہر انفرادی کیس کو دیکھنا پڑے گا۔

زکوٰۃ اپنے نصاب کے لحاظ سے واجب ہے اور ٹیکس گورنمنٹ لیتی ہے۔ ہاں بعض چیزوں پہ گورنمنٹ کے ٹیکس ادا ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

مثلاً ہمارے ملکوں میں زمیندار ہیں۔ وہاں گورنمنٹ ان سے مالیانہ لے لیتی ہے، ایک ٹیکس لے لیتی ہے۔ اس کی وجہ سے ان کے اوپر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی کیونکہ گورنمنٹ وہ ان سے وصول کر لیتی ہے۔ لیکن اسلام میں شروع میں تھا کہ جو بارانی علاقے تھے ان کی آمد بہتر ہوتی تھی اور جو چاہی علاقے تھے، جو کنویں ہوتے تھے، ان کے ذریعہ سے بہت تھوڑی کاشت ہوتی تھی اس لیے اس پہ ٹیکس نہیں تھا۔ اور جو بارانی علاقے تھے ان پہ ٹیکس تھا کیونکہ وسیع علاقے میں کاشت کر سکتے تھے۔ لیکن اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اب irrigated land کی آمد زیادہ ہو گئی ہے اس لیے ان کے اوپر ٹیکس ہونا چاہیے۔ اس لیے جماعت احمدیہ کا یہ موقف ہے کہ اب اس بارے میں نئے اجتہاد کی ضرورت ہے اور اس کے لیے ہمیں سوچنا چاہیے۔ اس کے لیے ایک کمیٹی بھی بنائی ہوئی ہے وہ سوچ رہی ہے کیونکہ جو rain fed areas ہیں جو بارانی علاقے ہیں ان کی آمد کم ہے اور جو irrigated areas ہیں ان کی آمد زیادہ ہے۔ پہلے الٹا حساب ہوتا تھا اس لیے ٹیکس کی بھی الٹی نوعیت تھی۔ اب ٹیکس کی نوعیت بھی بدل جائے گی۔

اسی طرح پہلے ہمارے فقہ میں بھی یہی ہوتا تھا کہ ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولے چاندی۔ اب چاندی اور سونے کی قیمتوں میں اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ ایک نصاب نہیں رکھا جا سکتا۔ وہ کوئی ریشو (ratio) نہیں بنتی۔ اس لیے ہم نے اپنے فقہ میں اپنے طور پہ یہ کر دیا ہے کہ سونے کا نصاب سونے کا نصاب ہے اور چاندی کا نصاب چاندی کا نصاب ہے۔ یعنی وہ علیحدہ ہوگا اس کو برابر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ مختلف چیزیں ہیں بڑا کمپلیکس ہے، ہر individual کیس پر دیکھنا ہوگا لیکن ہر جگہ یہ rule اپلائی نہیں ہو سکتا کہ جہاں گورنمنٹ نے ٹیکس لے لیا وہاں زکوٰۃ نہیں ہے۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ جہاں گورنمنٹ نے ٹیکس لے لیا وہاں زکوٰۃ دینی بھی ضروری ہے۔ ہر نوعیت کے حساب سے فیصلہ کرنا ہوگا۔ جب آپ کے پاس آمد آئے گی تو اس کے اوپر جماعتی نظام یا مفتی سے فتویٰ لے کر پھر اس کے اوپر زکوٰۃ ادا کریں۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے تمام شاملین کو فرمایا السلام علیکم۔ اللہ حافظ ہو۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 10 فروری 2023)

۞۞۞

## خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو

**اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے**
**اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو**
**اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی ترکیب سے ظلم نہ کرو**
**اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو**

**یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے**
**وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے**
**وہ مصیبت اور بلا میں ہے، اس کا انجام اچھا نہیں**

پیارے ممبران مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا

### السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کو امسال ''حقوق العباد'' کے موضوع پر اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میں اس موقع پر آپ کو چند نصائح کرنا چاہتا ہوں۔

ایک مومن کو ایسے صالح اعمال بجالانے چاہئیں جن میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ بندوں کے حقوق کا بھی خیال رکھا جاتا ہو۔ اگر یہ بات ایک انسان میں پیدا ہو جائے تو یہ اسے حقیقی مومن کی صف میں کھڑا کر دیتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی ترکیب سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو، گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو، گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو۔''

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-12)

اس زمانے میں ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخلوق کی بھلائی کے لئے بھی بلا تفریق مذہب و ملت وہ نظارے دکھائے جو ہمارے لئے قابل تقلید ہیں اور مشعل راہ ہیں۔ عورتیں، بچے دیہاتوں سے آتے ہیں کہ آپؑ سے اپنی بیماری کے لئے دوائیاں لیں اور آپؑ بغیر کسی اعتراض کے اس فیض سے کئی گھنٹے تک لوگوں کو فیضیاب کر رہے ہیں۔ باوجود اس کے کہ آپؑ کے بے انتہا کام تھے اور اس زمانے میں ایک چومکھی لڑائی تھی جو تمام ادیان باطلہ سے آپ لڑ رہے تھے لیکن مخلوق کی بھلائی کا اس قدر جذبہ تھا کہ اس کے لئے وقت نکال رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بڑے انعاموں کا مستحق معمولی باتوں پر نہیں بنا دیتا بلکہ اسے ہی بے انتہا نوازتا ہے جو مجاہدے میں بڑھا ہوا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ''حقوق اللہ تو بعض دفعہ ادا ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد کی ادائیگی بہت مشکل کام ہے۔''

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 19)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں تو ہندوستان کی مختلف قومیں اور قبیلے جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ اب تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیے ہوئے وعدے کے مطابق دنیا کی مختلف قوموں اور قبیلوں اور رنگ و نسل کے لوگوں کو جماعت میں شامل فرما دیا ہے اور فرما رہا ہے۔ پس قطع نظر اس کے کہ ہم کس نسل کے ہیں سفید فام ہیں یا افریقن، امریکن ہیں یا پاکستانی ہیں یا ہندوستانی ہیں یا ہسپانوی نسل کے ہیں جماعت احمدیہ میں شامل ہو کر ہم ایک روحانی باپ کی اولاد بن گئے ہیں اور کسی کو دوسرے پر نسل اور قوم اور رنگ کی وجہ سے برتری حاصل نہیں ہے کیونکہ ہمارا روحانی باپ ایک ہی ہے اور یہی اعلان اپنے آخری خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ پس جب ہم اس بات کو سمجھ کر اور ایک ہو کر کام کریں گے، ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ ترقیات سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں نوازتا رہے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ''میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ كُنْتُمْ أَعْدَآءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ (آل عمران: 104) یاد رکھو۔ تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو۔ جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 48)

پس یہ وہ معیار ہے جو ہم سب نے حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے اور کرنی چاہئے۔ محبت، پیار اور اخوت کو بڑھانے کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمیں ایک دوسرے کا مددگار بننے کی ضرورت ہے۔ تبھی ہم اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ الفضل 14 اکتوبر 2024)

۞۞۞

**وصایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر** 12027: میں شائستہ زوجہ مکرم عبد الرزاق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 16 اگست 1989 پیدائشی احمدی ساکن وائٹ ایونیو قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 جولائی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 70.230 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی: 50 گرام۔ حق مہر 2 لاکھ روپے۔ میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 2000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عقیل احمد الامۃ : شائستہ گواہ : مسعود احمد راشد

**مسل نمبر** 12028: میں سہیل احمد ولد مکرم سلیم خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش یکم جولائی 2002 تاریخ بیعت 2008 ساکن: سرائے عبد الکریم ہال نوملی لکھی پورا آگرہ صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 30 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار آٹھ ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عطاء الوہاب العبد : سہیل احمد خان گواہ : سید اعزاز الدین

**مسل نمبر** 12029: میں طاہر احمد ملک ولد مکرم حمید اللہ ملک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 22 فروری 2002 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور نور آباد کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عمیر احمد ملک العبد : طاہر احمد ملک گواہ : عطاء الحئی بیگ

**مسل نمبر** 12030: میں اشفاق احمد رشی ولد مکرم غلام نبی رشی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 5 اگست 1998 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبد المومن راشد العبد : اشفاق احمد رشی گواہ : عبد الکریم

**مسل نمبر** 12031: میں عبد الکریم ولد مکرم مہیر الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 9 فروری 2000 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: برما گیسٹ ہاؤس قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: نزار بیٹا بونگائی گاؤں آسام بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار آٹھ ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : اشفاق احمد رشی العبد : عبد الکریم گواہ : محمد ہمایوں کبیر

**مسل نمبر** 12032: میں سرتاج احمد ملک ولد مکرم ثناء اللہ ملک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 5 فروری 2001 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان دار الامان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ آسنور کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 21 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8 ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سمیر احمد اشرف العبد : سرتاج احمد ملک گواہ : سلیق احمد نائک

**مسل نمبر** 12033: میں ساحل ملک ولد مکرم شجاع الدین ملک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 4 دسمبر 1994 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: محلہ پریم نگر قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: سریشہ ہری دیو پور ساؤتھ 24 پرگنہ مغربی بنگال بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ہمایوں کبیر العبد : ساحل ملک گواہ : شوکت احمد شیخ

**مسل نمبر** 12034: میں شاہد احمد ملک ولد مکرم محمود احمد ملک صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 12 ستمبر 2000ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان دار الامان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سرتاج احمد ملک العبد : شاہد احمد ملک گواہ : ذاکر حسین نائک

**مسل نمبر** 12035: میں عمران خان ولد مکرم اکرام الدین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش: 5 جولائی 2000 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: حلقہ محمود قادیان مستقل پتہ: روپ نگر اجمیر راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عطاء الوہاب العبد : عمران خان گواہ : سید اعزاز الدین

**مسل نمبر** 12036: میں عطاء الحئی بیگ ولد مکرم شریف احمد بیگ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 4 مارچ 2002 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور نور آباد کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عمیر احمد ملک العبد : عطاء الحئی بیگ گواہ : طاہر احمد ملک

**مسل نمبر** 12037: میں عمیر احمد ملک ولد مکرم گلزار احمد ملک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 10 جنوری 2001 پیدائشی احمدی ساکن: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور نور آباد کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عطاء الحئی بیگ العبد : عمیر احمد ملک گواہ : طاہر احمد ملک

**مسل نمبر** 12038: میں عمران خان ولد مکرم حُسین میاں صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 31 اگست 2024 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: الیگنٹ روڈ ننگلہ لیلا دھر صوبہ یوپی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عطاء الوہاب العبد : عمران خان گواہ : نیہال سی جی

**مسل نمبر** 12039: میں اعزاز احمد ٹی کے ولد مکرم صدیق ٹی کے صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن: سرائے احسان محلہ مبارک قادیان مستقل پتہ: پتھہ پیریم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ: 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : غلام احمد العبد : اعزاز احمد گواہ : عطاء الوہاب

**مسل نمبر** 12040: میں ذاکر حسین ولد مکرم بشیر احمد نائک صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سمیر اشرف العبد : ذاکر حسین نائک گواہ : سید اعزاز الدین

**مسل نمبر** 12041: میں نوید الرحمٰن ولد مکرم عبد الرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 سال پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: حلقہ مبارک سرائے عبد الکریم مستقل پتہ: دائے پور شاہ تلک ہماچل پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید اعزاز الدین العبد : نوید الرحمٰن گواہ : عطاء الوہاب

**مسل نمبر** 12042: میں ثاقب احمد بٹ ولد مکرم شمیم احمد بٹ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش 5 مارچ 2002 پیدائشی احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب مستقل پتہ: آسنور کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سمیر اشرف العبد : ثاقب احمد بٹ گواہ : سیار احمد نائک

**مسل نمبر** 12043: میں ناشط احمد ولد مکرم نظار محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ مسرور قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اگست 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمداز ملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عطاء الوہاب العبد : ناشط احمد گواہ : سید اعزاز الدین

## اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 12 اکتوبر 2024ء بعد نمازِ عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ ڈاکٹر ماریہ صدیقہ صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر افضال احمد صاحب شہید (بیلجیم) ہمراہ مکرم سلمان حمید صاحب ابن مکرم عبد الحمید قمر صاحب (کینیڈا)

(2) مکرمہ عنبرین طوبیٰ احمد صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم نوید احمد صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم عماد الدین احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم خلیل الدین احمد صاحب (جرمنی)

(3) مکرمہ ڈاکٹر امۃ النور صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم شبیر احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم ڈاکٹر عامر وحید صالح صاحب ابن مکرم چودھری عبد الوحید صاحب (یوکے)

(4) مکرمہ عذرا النعم ٹھکر صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم داؤد احمد ٹھکر صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم ابصار احمد بٹ صاحب ابن مکرم بشارت احمد بٹ صاحب (فرانس)

(5) مکرمہ ناصرہ عزیز صاحبہ بنت مکرم عبد العزیز صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم دانیال احمد صاحب ابن مکرم مبشر احمد صاحب (جرمنی)

(6) مکرمہ سہیلہ غرباوی صاحبہ بنت مکرم المیلو دغرباوی صاحب (مراکش) ہمراہ مکرم طارق عبد الغالب صاحب (واقف زندگی۔ سپینش ڈیسک) ابن مکرم عبد الرزاق چودھری صاحب (امیر جماعت سپین)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین ودنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 21 اکتوبر 2024ء)

## اعلان برائے اسامی درجہ دوم صدر انجمن احمدیہ قادیان

**شرائط** (1) اُمیدوار کی عمر 25 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔ (2) اُمیدوار کی تعلیمی قابلیت کم از کم 2+10 45% فیصد نمبرات کے ساتھ ہونی چاہئے۔ (3) اُمیدوار اردو/ انگریزی کمپوزنگ جانتا ہو اور رفتار 25 الفاظ فی منٹ ہو۔ (4) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔ (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم درج ذیل ہے۔ پرچہ کے ہر جزء میں کامیاب ہونا لازمی ہے۔

جزء اوّل:: ● قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ باترجمہ ● چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل باترجمہ **(30 نمبرات)**

**جزء دوم::** ● کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات ● مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ ● نظم از درّثمین (شان اسلام) **(20 نمبرات)**

**جزء سوم::** ● انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (2+10) **(20 نمبرات)**

**جزء چہارم::** ● حساب بمطابق معیار میٹرک (دفتری امپرسٹ سے متعلق سوالات) **(20 نمبرات)**

**جزء پنجم::** ● عام معلومات عامّہ (G.K) **(10 نمبرات)**

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والے امیدواران کا ہی انٹرویو ہوگا۔ (7) تحریری امتحان، کمپیوٹر ٹیسٹ وانٹرویو میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔ (8) سلیکشن کی صورت میں امیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ بعد میں رہائش کے تعلق سے موصول ہونے والی درخواست پر کوئی کاروائی نہیں ہوگی۔ (9) سفر خرچ قادیان آمد ورفت امیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

**نوٹ:- تحریری امتحان وانٹرویو کی تاریخ سے امیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔**

**مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں**

**نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516**

**موبائل: 09682627592, 09888232530 دفتر: 01872-501130**

E-mail: diwan@qadian.in

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 07 - November - 2024 Issue. 45

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)


**آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے بھی بنوقریظہ کی غداری کو معاف کر کے ان کیساتھ خاص احسان کا سلوک کیا تھا، دوسرا احسان ان پر آنحضرتؐ کا یہ تھا کہ یہ بنونضیر سے مرتبہ اور حقوق میں ادنیٰ سمجھے جاتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوقریظہ کو دوسرے شہریوں کے ساتھ برابری کے حقوق عطا کئے، مگر باوجود ان عظیم الشان احسانوں کے بنوقریظہ نے پھر بھی غداری کی**

# بنوقریظہ کی خطرناک غداری اور ان کے انجام کا عبرتناک بیان

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 01 نومبر 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

غزوہ بنوقریظہ کی تفصیل بیان ہو رہی تھی۔ اس غزوے میں دو مسلمان شہید ہوئے۔ خلاد بن سوید اور حضرت منذر بن محمد۔ بنوقریظہ کے یہود کی تعداد جو قتل ہوئی چھ سو تھی۔ مختلف روایات میں تعداد چار سو سے نو سو تک بیان ہوئی ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق کم و بیش چار سو آدمی اس دن سعد کے فیصلہ کے مطابق قتل کئے گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو حکم دے کر ان مقتولین کو اپنے انتظام میں دفن کروایا۔

مخالفین اسلام مبالغہ کی حد تک تعداد بیان کر کے پھر اسلام کو ظالم مذہب قرار دیتے ہیں۔ اس زمانے کے ایک احمدی سکالر سید وقاص صاحب نے بھی اس پر بڑی تحقیق کی ہے اور بڑا اچھا لکھا ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ آنکھیں بند کر کے سب روایات کو مانتے چلے جانا کوئی دانشمندی نہیں۔ پھر چھ سو سے نو سو قتل ہونے والے مرد مع ان کی عورتوں اور بچوں کے جن کی تعداد محتاط اندازے کے مطابق پانچ چھ ہزار سے کم نہیں ہوگی ان کے بارے میں یہ کہنا کہ مدینہ میں ان کو رسیوں سے باندھ کر لایا گیا اور دو گھروں میں رکھا گیا اور ان کے کھانے پینے کی سہولیات جبکہ مسلمان خود بھوکے پیاسے رہ رہے تھے، پھر قضائے حاجت کے لئے اتنی بڑی تعداد کو لے جانا اور بھی ضروریات ہوتی ہیں اور کسی کا بھی فرار ہونے کی کوشش نہ کرنا نہ کوئی شور شرابہ کرنا اور راتوں رات مدینے کے ایک بازار میں ان چھ سو افراد کے قتل کے لئے گڑھے کھدوا دینا جبکہ ابھی نئی کھدی ہوئی خندق بھی موجود تھی پھر دو یا تین افراد یعنی حضرت علی اور حضرت زبیر کا ہی ان سب کو قتل کرنا اور ان دونوں اصحاب کا کبھی بھی اس واقعہ کا ذکر نہ کرنا اور بخاری اور مسلم میں مقتولین کی تعداد کا ذکر نہ ہونا اس طرح کی کچھ دیگر باتیں رہنمائی کرتی ہیں کہ ان روایات پر از سر نو غور کیا جانا چاہئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ نے غزوہ بنوقریظہ میں قتل ہونے والے یہودیوں کی تعداد پر ہونے والے غیر مسلم مؤرخین کے اعتراضات کے جواب میں بیان فرمایا ہے کہ:

بنوقریظہ کے واقعہ کے متعلق بعض غیر مسلم مورخین نے نہایت ناگوار طریقے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف حملے کئے ہیں اور ان کم و بیش چار سو یہودیوں کی سزائے قتل کی وجہ سے آپ کو ایک نعوذ باللہ ظالم و سفاک فرمانروا کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ اس اعتراض کی بناء مذہبی تعصب پر واقع ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں یہ بات رکھنی چاہئے کہ بنوقریظہ کے متعلق جس فیصلہ کو ظالمانہ کہا جاتا ہے وہ سعد بن معاذ کا فیصلہ تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہرگز نہیں تھا۔ اور جب وہ آپ کا فیصلہ ہی نہیں تھا تو اس کی وجہ سے آپ پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ دوسرے یہ فیصلہ حالات پیش آمدہ کے ماتحت ہرگز غلط اور ظالمانہ نہیں تھا۔ تیسری بات یہ کہ اُس عہد کی وجہ سے جو سعد نے فیصلہ کے اعلان سے قبل آنحضرتؐ سے لیا تھا آپؐ اس بات کے پابند تھے کہ بہرحال اس کے مطابق عمل کرتے۔ چوتھی بات یہ کہ خود مجرموں نے اس فیصلہ کو قبول کیا اور اس پر اعتراض نہیں اٹھایا اور اسے اپنے لئے خدائی تقدیر سمجھا۔ سعد کے فیصلہ کے بعد اس معاملہ کے ساتھ آنحضرتؐ کا تعلق صرف اس قدر تھا کہ آپ اپنی حکومت کے نظام کے ماتحت اس فیصلہ کو بصورت احسن جاری فرما دیں اور یہ بتایا جا چکا ہے کہ آپ نے اسے ایسے رنگ میں جاری فرمایا کہ جو رحمت و شفقت کا بہترین نمونہ سمجھا جا سکتا ہے۔

اب رہا اصل فیصلہ کا سوال، سو اس کے متعلق بھی ہم بلا تامل کہہ سکتے ہیں کہ اس میں ہرگز کسی قسم کے ظلم و تعدی کا دخل نہیں بلکہ وہ عین عدل و انصاف پر مبنی تھا۔ اس کے لئے سب سے پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ بنوقریظہ کا جرم کیا تھا اور وہ جرم کن حالات میں کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ بنونضیر کے موقع پر بنوقریظہ کی غداری کو معاف کر کے خاص احسان کا سلوک کیا تھا۔ اور پھر دوسرا احسان ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل بنوقریظہ، بنونضیر سے مرتبہ اور حقوق میں ادنیٰ سمجھے جاتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنوقریظہ کو دوسرے شہریوں کے ساتھ برابری کے حقوق عطا کئے۔ مگر باوجود ان عظیم الشان احسانوں کے بنوقریظہ نے پھر بھی غداری کی اور غداری بھی ایسے نازک وقت میں کی جس سے زیادہ نازک وقت مسلمانوں پر کبھی نہیں آیا۔ بنوقینقاع کی مثال ان کے سامنے تھی انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بنونضیر کا واقعہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا انہوں نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا اور کیا تو کیا کیا؟ یہ کیا کہ اپنے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات کو فراموش کر کے عین اس وقت جبکہ تین ہزار مسلمان نہایت بے سروسامانی اور بے بسی کی حالت میں کفار کے دس پندرہ ہزار جرار اور خونخوار لشکر سے گھرے ہوئے بیٹھے تھے وہ اپنے قلعوں میں سے نکلے اور مسلمان مستورات اور بچوں پر عقب سے حملہ آور ہو گئے اور مسلمانوں کے اتحاد سے منحرف ہو کر اُس خونی اتحاد کی شمولیت اختیار کی جس کا اصل الاصول اسلام اور بانی اسلام کو نیست و نابود کرنا تھا۔ ہاں اس بانی اسلام کو جس کا مدینہ میں آنے کے بعد پہلا کام یہ تھا کہ اس نے ان یہود کو اپنا دوست اور معاہد بنایا۔ اندریں حالات بنوقریظہ کا یہ فعل صرف ایک بدعہدی اور غداری ہی نہیں تھا بلکہ ایک خطرناک بغاوت کا بھی رنگ رکھتا تھا اور بغاوت بھی ایسی کہ اگر ان کی تدبیر کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کی جانوں اور ان کی عزت و آبرو اور ان کے دین و مذہب کا یقینا خاتمہ تھا۔ پس بنوقریظہ کسی ایک جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ وہ بے وفائی اور احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے۔ بدعہدی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ بغاوت اور اقدام قتل کے مرتکب ہوئے اور ان جرموں کا ارتکاب انہوں نے ایسے حالات میں کیا جو ایک جرم کو بھیانک سے بھیانک صورت دے سکتے ہیں اور دنیا کی کوئی غیر متعصب عدالت ان کے مقدمہ میں موجبات رعایت کا عنصر نہیں پا سکتی۔ کوئی رعایت ملنے کا امکان نہیں کسی عدالت میں ایسے حالات میں۔

ایسے حالات میں ان کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی تھی جو دی گئی۔

ظاہر ہے کہ امکانی طور پر صرف تین سزائیں ہی دی جا سکتی تھیں۔ اول یہ کہ مدینہ میں ہی قید یا نظر بندی۔ دوسرے جلاوطنی جیسا کہ بنوقینقاع اور بنونضیر کے معاملہ میں ہوا تھا۔ تیسرے جنگجو آدمیوں کا قتل اور باقیوں کی قید یا نظر بندی۔ اب انصاف کے ساتھ غور کرو کہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت مسلمانوں کے لئے کون سا طریق کھلا تھا۔ ایک دشمن قوم کا اپنے شہر میں قید رکھنا اس زمانہ کے لحاظ سے بالکل بیرون از سوال تھا کیونکہ اول تو قید کے ساتھ ہی قیدیوں کی رہائش اور خوراک کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی تھی جس کے برداشت کرنے کی ان میں ہرگز طاقت نہیں تھی۔ دوسرے اس زمانہ میں کوئی جیل خانے وغیرہ بھی نہیں ہوتے تھے اور قیدیوں کے متعلق یہی دستور تھا کہ وہ فاتح قوم کے آدمیوں میں تقسیم کر دیئے جاتے جہاں وہ عملاً بالکل آزاد رہتے تھے۔ ایسے حالات میں ایک پرلے درجہ کے معاند اور سازشی گروہ کا مدینہ میں رہنا اپنے اندر نہایت خطرناک احتمالات رکھتا تھا۔

اب رہی دوسری سزا یعنی جلاوطنی۔ مگر بنونضیر کی جلاوطنی کا تجربہ بتاتا تھا کہ یہود کو مدینہ سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دینا سوائے اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا کہ نہ صرف یہ کہ عملی اور جنگجو معاندینِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو جائے بلکہ دشمنان اسلام کی صف میں ایسے لوگ جا ملیں جو اپنی خطرناک اشتعال انگیز اور معاندانہ پراپیگنڈا اور خفیہ اور سازشی کارروائیوں کی وجہ سے ہر مخالف اسلام تحریک کے لیڈر بننے کے لئے بے چین تھے۔ یقینا بنوقریظہ کی جلاوطنی اس سے بہت زیادہ خطرات کا موجب ہو سکتی تھی جو بنونضیر نے غزوہ احزاب کو برپا کر کے مسلمانوں کے لئے پیدا کئے اور اگر مسلمان ایسا کرتے تو اس زمانہ کے حالات کے ماتحت ان کا یہ فعل ہرگز خودکشی سے کم نہ ہوتا۔

پس یہ ہر دو سزائیں ناممکن تھیں اور ان میں سے کسی کو اختیار کرنا اپنے آپ کو یقینی تباہی میں ڈالنا تھا۔ اور ان دو سزاؤں کو چھوڑ کر صرف وہی رستہ کھلا تھا جو اختیار کیا گیا۔

چنانچہ مسٹر مارگولیس لکھتے ہیں کہ

غزوہ احزاب کا حملہ جس کے متعلق محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ محض خدائی تصرفات کے ماتحت پسپا ہوا وہ بنونضیر ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا یا کم از کم یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور بنونضیر وہ تھے جنہیں محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے صرف جلاوطن کر دینے پر اکتفا کیا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بنوقریظہ کو بھی جلاوطن کر کے اپنے خلاف اشتعال انگیز کوششیں کرنے والوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیں؟ دوسری طرف وہ قوم مدینہ میں بھی نہیں رہنے دی جا سکتی تھی جس نے اس طرح برملا طور پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ ان کا جلاوطن کرنا غیر محفوظ تھا مگر ان کا مدینہ میں رہنا بھی کم خطرناک نہ تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا کہ ان کے قتل کا حکم دیا جاتا۔

یہ مارگولیس صاحب کہتے ہیں۔

پھر یہ بات بھی خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھنی چاہئے کہ بنوقریظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صرف حلیف اور معاہد نہیں تھے بلکہ وہ اپنے ابتدائی معاہدہ کی رو سے مدینہ میں آپ کی حکومت کو تسلیم کر چکے تھے پس ان کی حیثیت صرف ایک غدار حلیف یا معمولی دشمن کی نہیں تھی بلکہ وہ یقینا باغی بھی تھے اور باغی بھی نہایت خطرناک قسم کے باغی۔ اور باغی کی سزا خصوصاً جنگ کے ایام میں سوائے قتل کے کوئی اور نہیں سمجھی گئی۔ اگر باغی کو بھی انتہائی سزا نہ دی جاوے تو نظام حکومت بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور شریر اور مفسدہ پرداز لوگوں کو ایسی جرات حاصل ہو جاتی ہے جو امن عامہ کے لئے سخت مہلک ثابت ہوتی ہے اور یقینا ایسے حالات میں باغی پر رحم کرنا دراصل ملک پر اور ملک کے امن پسند لوگوں پر ظلم کے ہم معنی ہوتا ہے۔ حکومتیں اس وقت تک ایسے باغیوں کو خواہ وہ مرد ہوں یا عورت قتل کی سزا دیتی چلی آئی ہیں اور کسی عقلمند انسان نے کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا۔ پس سعد کا فیصلہ بالکل منصفانہ اور عدل و انصاف کے قواعد کے بالکل مطابق تھا۔

☆☆☆


Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Jmar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad